ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ
۱۸ دسمبر ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وعن همام بن الحارث عن المقداد رضي الله عنه ان رجلا جعل يمدح عثمان رضي الله عنه فعمد المقداد فجثا على ركبتيه فجعل يحثو في وجهه الحصباء فقال له عثمان ما شأنك فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا رأيتم المداحين فاحثوا في وجوههم التراب

حضرت ہمام بن الحارث رض حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کرنے لگا اور حضرت مقداد دو زانو ہو کر بیٹھ گئے (کیونکہ بڑے پیٹ کے آدمی تھے) اور اس کے منہ پر لپوں میں کنکریاں بھر کر ڈالنی شروع کیں تو حضرت عثمان رض نے ان سے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ حضرت مقداد رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جب تم تعریف کرنے والوں کو (تعریف کرتے ہوئے) دیکھو تو ان کے منہ میں خاک جھونک دو۔ (مسلم)

هذه الاحاديث في النهي وجاء في الاباحة احاديث كثيرة صحيحة قال العلماء وطريق الجمع بين الاحاديث ان يقال ان كان الممدوح عنده كمال ايمان ويقين ورياضة نفس ومعرفة تامة بحيث لا يفتتن ولا يغتر بذلك ولا تلعب به نفسه فليس بحرام ولا مكروه وان خيف عليه شيء من هذه الامور كره مدحه في وجهه كراهة شديدة وعلى هذا التفصيل تنزل الاحاديث المختلفة في ذلك ومما جاء في الاباحة قوله صلى الله عليه وسلم لابي بكر رضي الله عنه ارجو ان تكون منهم اي من الذين يدعون من جميع ابواب الجنة لدخولها وفي الحديث الآخر لست منهم اي لست من الذين يسبلون ازرهم خيلاء وقال صلى الله عليه وسلم لعمر رضي الله عنه ما رآك الشيطان سالكا فجا الا سلك فجا غير فجك والاحاديث في الاباحة كثيرة وقد ذكرت جملة من اطرافها في كتاب - الاذكار

امام نووی فرماتے ہیں۔ کہ یہ تمام احادیث ممانعت مدح کے اندر ہیں۔ اور اس کے جواز کے بارے میں بھی بہت سی احادیث موجود ہیں۔ علمائے کرام نے فرمایا ہے۔ کہ دونوں قسم کی احادیث کے درمیان تطبیق کی یہ صورت ہے کہ اگر ممدوح (تعریف کیا گیا) کامل ایمان یقین رکھنے والا ہو اور ریاضت نفس اور معرفت تامہ اس کو حاصل ہو بایں طور کہ وہ تعریف سے فتنہ میں مبتلا ہو اور نہ ہی اس کے ساتھ اس کا نفس خوش ہو تو اس وقت تعریف کرنا نہ حرام ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور اگر امور بالا میں سے اس میں کسی امر کے پائے جانے کا خدشہ ہو تو اس کے سامنے اس کی تعریف کرنا بہت ہی برا فعل ہے اور اس تفصیل کے مطابق مختلف قسم کی احادیث وارد ہوتی ہیں۔ چنانچہ تعریف کے جائز ہونے کے متعلق جو ارشادات وارد ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کے لئے کہ میں اس بات کی امید رکھتا ہوں۔ کہ تم انہی میں سے ہوگے۔ یعنی جن لوگوں کو جنت میں داخل ہونے کے لئے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور دوسری حدیث میں ہے۔ کہ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی ازار تکبر کے لئے لٹکاتے ہیں (حضرت ابوبکر رض کی لنگی نیچے لٹک جایا کرتی تھی) اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ کے بارے میں ہے کہ جب کبھی بھی کسی راستہ میں شیطان نے تم کو جاتا ہوا دیکھا تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر ہو لیا غرضیکہ احادیث تعریف کے جواز کے متعلق بکثرت ہیں۔ ان میں سے کچھ جملے میں نے کتاب الاذکار میں بیان کردیے ہیں

الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا سمعتم الطاعون بارض فلا تدخلوها واذا وقع بارض وانتم فيها فلا تخرجوا منها

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی جگہ پر طاعون ہونے کی تم کو اطلاع ملے تو تم وہاں نہ جاؤ۔ اور ایسے ہی جس مقام پر تم ہو اور وہاں طاعون پڑ جائے تو وہاں سے مت نکلو۔ (اس حدیث کو امام بخاری ومسلم نے ذکر کیا ہے

وعن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اجتنبوا السبع الموبقات قالوا يا رسول الله وما هن قال الشرك بالله والسحر وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق واكل الربا واكل مال اليتيم والتولي يوم الزحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور کسی نفس محرمہ کا ناحق خون بہانا، مگر اس کے حق کے ساتھ، اور سود کھانا اور یتیموں کا مال کھانا اور جہاد کے وقت مسلمانوں کی صفوں میں سے بھاگ جانا اور پاک دامن ایماندار بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا (بخاری ومسلم نے اس روایت کو ذکر کیا ہے۔

عن انس رضي الله عنه قال نهى النبي صلى الله عليه وسلم ان يتزعفر الرجل

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفران سے رنگا ہوا لباس پہننے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (بخاری ومسلم)

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ چندہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۱۳ر شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۸ر دسمبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۳۱

مسئلۂ کشمیر کا حل

کشمیر کا مسئلہ پاکستان کے لئے بقاء اور سلامتی کا مسئلہ ہے۔ لیکن شومیٔ قسمت سے یہ مسئلہ بجائے سلجھنے کے الجھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اور اس کے سلجھنے کی بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی چنانچہ اس سلسلے میں بھارت کے تازہ اقدامات صاف طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ اس نے کشمیر کو ہڑپ کرنے کی ٹھان رکھی ہے اور وہ کسی قیمت پر بھی اپنی پالیسی سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں۔ اب کسی پاکستانی کو اس خوش فہمی میں مبتلا نہ رہنا چاہئے کہ سیدھی انگلی سے گھی نکلے گا۔ اور بھارت دنیا کی رائے عامہ سے متاثر ہو کر یا پاکستان کی صلح جوئی اور امن پسندی کو خاطر میں لاتے ہوئے اپنے سامراجی عزائم اور منصوبوں سے دست کش ہو جائے گا۔

ہمارے لیڈر اور ارباب اقتدار بارہا یہ اعلان کر چکے ہیں کہ بھارت کی اسلحہ بندی اور جنگی تیاریوں کا صرف ایک مقصد ہے کہ وہ کشمیر کے جانباز فرزندوں کو اپنی غلامی کی دائمی زنجیروں میں جکڑ سکے۔ چین کا نام تو وہ صرف برائے نام لیتا ہے۔ اور مغربی سامراجیوں کو چین کا ہوّا دکھا کر اپنا کام نکالنا چاہتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ کبھی چین کے منہ نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی چین سے لڑنا اس کے پروگرام میں شامل ہے۔

لیکن ان تمام اپیلوں اور بیان بازیوں کا کوئی اثر مغربی ممالک پر نہیں ہوا۔

آتی ہے۔ پھر بھی نہ جانے کیوں ہمارے اربابِ بست و کشاد محض بیانوں اور بیرونی طاقتوں سے مداخلت کی توقع پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں۔ ہمارے خیال میں پاکستانیوں کو بیرونی طاقتوں سے اُن کے سابقہ کردار کے پیش نظر کوئی توقع نہیں رکھنی چاہئے کیونکہ انہی کی مہیّا کردہ فوجی اور اقتصادی اعانت کے بل بوتے پر تو بھارتی سامراج کا کالا ناگ پھنکارنے کے قابل ہوا ہے۔ ہمیں اپنے بال و پر خود فراہم کرنے چاہئیں۔ اور اپنے قوت بازو اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے میدان میں نکلنا چاہئے۔ اس کے علاوہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کشمیر نہیں دلوا سکتی ہے۔

یاد رکھئے! خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات پر اعتماد اور ایمان کی قوت ہی مسلمانوں کے بہترین ہتھیار رہے ہیں اور انہی کے باعث وہ ہمیشہ سربلند و سرافراز ہوئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج یہ ہتھیار بھی ان سے چھن چکے ہیں۔ ہم کبھی یو۔این۔او پر اعتماد کرتے ہیں اور کبھی امریکی ہتھیاروں کی مدد سے میدان مارنے کی سوچتے ہیں حالانکہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ یو۔این۔او محض بڑی طاقتوں کے تقریری مقابلے کا ایک ادارہ ہے۔ اور وہاں سے نشستند و گفتند و برخاستند کے علاوہ کسی چیز کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ رہ گئیں بڑی طاقتیں تو وہ صرف اپنا مطلب نکالنا جانتی ہیں۔ کسی کے کام آنا اُن کی فطرت میں ہی داخل نہیں۔

کیا یہ افسوسناک اور باعث شرم نہیں

که کشمیر کا مسئلہ سولہ سال سے اقوام متحدہ میں پیش ہے اور اس کا ضمیر بھارتی جارحیت کے متعلق بے حسی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اور امن عالم کے اجارہ داروں نے عدل و انصاف کے تقاضوں سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں؟ احکم الحاکمین کے سوا کون ہے جو اس عالمی ادارہ سے اس امر کی جواب طلبی کر سکے؟ مگر ہم نے تو اس سے بھی تعلق توڑ رکھا ہے — اگر ہم نے اس سے تعلق جوڑا ہوتا، اُس کے احکامات کی تعمیل کی ہوتی، اُس کے مقرر کردہ حدود و قیود کی پابندی کی ہوتی اور اس کے مقرر کردہ قوانین کو اس ملک میں نافذ کیا ہوتا تو آج اس کی بارگاہ سے بھی تسلی بخش جواب ملتا وہی ہماری دادرسی فرماتا۔ نہیں نہیں ہمارے ساتھ یہ معاملات ہی کیوں پیش آتے اور ہم کیوں اس حال کو پہنچتے —

بہرحال ہمیں اب ہی ان تمام حالات و واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اجتماعی حیثیت سے اُس کی بارگاہ میں جھکنا چاہئے اور اپنے روٹھے ہوئے رب کو منانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے — اس کے بعد متحد و متفق ہو کر تمام قوم کو اجتماعی طور پر بھارتی عفریت کے خلاف سینہ سپر ہو جانا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ غیبی قوتیں کس طرح ہماری نصرت و دستگیری کرتی ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ جب کوئی قوم من الحیث القوم اللہ کی ذات پر اعتماد کر کے اور قوتِ ایمانی کا جوہر لے کر میدان میں اترتی ہے تو فتح و نصرت ہمیشہ اُس کے قدموں میں ہوتی ہے اور وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو رہتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر بارہ ہزار ایماندار مسلمان میدان میں نکل آئیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں اپنی کثرت کی بنا پر زیر نہیں کر سکتی۔ وہ جب بھی شکست کھائیں گے کسی علّت کی بناء پر شکست کھائیں گے قلت کی بناء پر مغلوب نہیں ہوں گے۔ شرط یہاں بھی صاحبِ ایمان ہونا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم ایمان و تقویٰ کی دولت سے ہی خالی ہو چکے ہیں اور اسلام اپنی پوری شکل میں ہمارے اندر موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم رسوا ہو رہے ہیں۔ آئیے۔ ایمان و یقین

مجلس ذکر ۵ شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۶۴ء

ہر شخص اپنے اعمال کا محاسبہ کرے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفٰی وسلام علی
عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے - کہ اُس نے ہمیں یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ سلام اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے ہماری ساری عبادتیں اجتماعی ہیں - اور اللہ تعالیٰ ا جماعت پر ہاتھ ہوتا ہے - دعا ہے لہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر اپنی عبادت اور ذکر کرنے کی توفیق عطا رمائے (آمین!)

اللہ تعالیٰ کا کلام پاک قرآن مجید ور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت تمام عالمین کے لئے ہے - حضرت نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کا ارشاد ہے کہ گر دنیا میں کسی جگہ انسانی آبادی کا اب تہ چلے - تو اُن کے لئے بھی حضورؐ ہی ہیں - اور اُن کے لئے بھی یہی رآن لائحہ عمل ہے - اور قیامت کے دن ی قرآن وحدیث کے مطابق اُن کے یصلے ہوں گے - ساری دنیا کے لئے اور صوصًا مسلمانوں کے لئے اللہ اس کے سول اور قرآن مجید رحمت ہی رحمت ہیں للہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمتوں کا ستحقدار بنائے اور ہم سب کو رحمتوں الے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

اب رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ آ ہا ہے - جس میں نفلی عبادتیں، فرض اور رضی عبادتیں، فرضوں کے برابر بن جاتی یں شیطین جکڑ دئے جاتے ہیں - جنت اور نتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں - اور وزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ ضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے شعبان کا مہینہ میرا ہے - اور رمضان کا ہینہ اللہ تعالےٰ کا ہے - آپؐ شعبان کے ہینہ میں اکثر روزے رکھتے حضرت عائشہ دیقہؓ فرماتی ہیں - کہ اگر حضورؐ اس مہینہ میں روزہ رکھتے - تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب افطار کریں گے ہی نہیں - آج مسلمانوں میں ایک کمزوری ہے - اور اُن کی بدقسمتی ہے - کہ وہ فرض نمازوں کے ساتھ نفل نمازیں تو پڑھتے ہیں - لیکن فرض روزوں کے نفلی روزے نہیں رکھتے اولیاء کرام اور بزرگان دین کا نفلی روزے رکھنے کا معمول تھا - ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ حاصل کیا اور مرتبہ پایا - وہ سب رات کی نماز اور روزے سے پایا - ہمارے اکابرین دیوبند ایام بیض کے روزے ضرور رکھا کرتے تھے - یعنی ہر چاند کے مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے روزے - لیکن دوسری طرف ہم ہیں - کہ ہمیں نفلی روزے رکھنے کا شوق ہی نہیں - روزے رکھنے سے جو رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں - اُن کا کوئی حساب ہی نہیں - اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں - کہ روزہ میرے لئے ہے - اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں - حسن نیت اور اخلاص کے اعتبار سے اس کی کوئی حد ہی نہیں - جتنا اللہ تعالےٰ چاہے اتنا بڑھا دے - رمضان المبارک کے مہینہ میں آپ اللہ کی یاد میں رطب اللسان ہوں - زبان سے کوئی گالی گلوچ غیبت اور بری بات نہ نکالیں - اگر کوئی آپ سے جھگڑا یا لڑائی کرے - تو آپ اُسے صرف یہ کہہ دیں - کہ میرا روزہ ہے - اس لئے میں تم سے لڑ جھگڑ نہیں سکتا - رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کو ہر ناجائز کام سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے - مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے رمضان میں حلال خورد ونوش کو چھوڑ دیتا ہے - تاکہ وہ غیر رمضان میں حرام اور مشتبہ مال کے قریب بھی نہ جائے - اس مبارک مہینہ میں عبادت اور ذکر اللہ کی کثرت سے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے - پھر انسان ہر کام کرنے سے پہلے سوچتا ہے - کہ آیا اس میں اللہ راضی ہے یا ناراض

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا - کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو - جیسے کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو - اگر یہ خیال پختہ نہیں ہوتا - تو یہ خیال کرو - کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے - اور یہی احسان ہے - جس کو یہ خیال پیدا ہو جائے وہ کبھی ڈاکو - چور - بے ایمان - بد دیانت - بدکردار نہیں ہوسکتا - جب روزہ میں فلسفہ سمجھا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ حاضر وناظر ہے - وہ ہمارے سارے اعمال اور دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے - اور ہم کیوں چھپ کر کھائیں پائیں - تو وہ پھر کبھی برائی نہیں کریگا کبھی رشوت کے قریب نہ جائے گا بے ایمانی دھوکہ بازی نہ کرے گا - اور کبھی ڈنڈی مار کر سودا نہیں تولے گا - اُسے یقین ہوگا کہ میں لوگوں کی نظروں سے بچ سکتا ہے - لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہوں - لیکن اللہ تعالیٰ کی نظروں سے نہیں بچ سکتا -

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی طرح سوچنے اور یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

حضرات! آپ اپنی زندگی کو غنیمت سمجھیں اپنا محاسبہ کریں - کہ پچھلے رمضان سے اب تک کیسے وقت گزارا ہے - اور کتنے اعمال صالحہ اور کتنے بد اعمال کئے ہیں ابھی وقت ہے معافی مانگنے کا - توبہ استغفار کرنے کا - اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے - اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اس لئے رمضان کے مہینے میں دن کو روزہ رکھیں - اور رات کو عبادت میں گزاریں

اس شعبان کے مہینے کی پندرھویں رات شب برات ہے - اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں بے حساب نازل ہوتی ہیں - رات کو عبادت کریں - اور دن کو روزہ رکھیں - تو آپ اپنے فرائض کو پہچانیں - اپنی اور بیوی بچوں کی اصلاح کریں - جس طرح جسمانی بیماری کے وقت ڈاکٹر کی طرف خود بھی رجوع کرتے ہیں - اور بیوی بچوں کو بھی ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں یا ڈاکٹر کو ان کے پاس لاتے ہیں - اسی طرح آپ پر فرض ہے - کہ روحانی امراض کے لئے بھی ان کا علاج کروائیں - خود نماز پڑھیں - ان کو بھی نماز پڑھائیں - ذکر اللہ خود بھی کریں - اور انہیں بھی ذکر اللہ کی دعوت دیں -

ان دو مہینوں میں اصلاح حال کی طرف

خطبہ جمعہ : ۶ر شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۴ء

شعبانُ المعظم کی فضیلت

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علی عبادہٖ الذین اصطفیٰ - امّا بعد - فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :-

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝

ترجمہ :- روشن کتاب کی قسم ہے ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا ہے بے شک ہمیں ڈرانا مقصود تھا - سارے کام جو حکمت پر مبنی ہیں اسی رات تصفیہ پاتے ہیں - کیونکہ ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا

حاشیہ شیخ الاسلام رح

برکت کی رات شبِ قدر ہے - کما قال تعالیٰ اِنّا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر کما قال تعالیٰ شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن - اس رات میں قرآن کریم لوحِ محفوظ سے سماءِ دنیا پر اتارا گیا - پھر بتدریج تئیس سال میں پیغمبرؐ پر اترا - نیز اسی شب میں پیغمبر پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی - سال بھر کے متعلق قضاء و قدر کے حکیمانہ اور اٹل فیصلے اسی عظیم الشان رات میں "لوح محفوظ" سے نقل کر کے ان فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں - بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شعبان کی پندرھویں رات ہے جسے شب برأت کہتے ہیں - ممکن ہے وہاں سے اس کام کی ابتدا اور شب قدر پر انتہا ہوتی ہو - واللہ اعلم -

مفسّرین کی رائے

اس آیت کی تفسیر میں مفسّرین کی دو رائیں ہیں - بعض حضرات کی رائے ہے کہ اس مبارک رات سے مراد صرف لیلۃ القدر

آتی ہے) اور بعض کی رائے ہے کہ اس سے مراد شب برأۃ یعنی شعبان کی پندرھویں شب ہے -

ابن کثیرؒ اور امام نوویؒ نے اس سے قطعی انکار کیا ہے کہ اس شب سے مراد شعبان کی پندرھویں رات ہے - تاہم اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ قرآن کریم میں شعبان کی پندرھویں رات کا ذکرِ خیر موجود نہیں تو پھر احادیث نبویؐ کی طرف رجوع کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملِ مبارک دیکھنے کے بعد یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ اس رات اور اس مہینہ کو بہر حال تقدّس اور عزت ضرور حاصل ہے -

متعلقہ احادیث کی حیثیت

بعض حضرات نے ماہ شعبان المعظم کی فضیلت اور اس کی پندرھویں شب کی خصوصیات کے بارے میں احادیث پر بھی بحث کی ہے - اور یہ ٹھیک ہے کہ اس سلسلے میں کسی صحیح حدیث سے استدلال کرنا مشکل ہے مگر اتنا ضرور کہا جا سکتا ہے کہ تمام طرق کو جمع کرنے کے بعد ان احادیث کو احسن کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے - اور محدثین کے نزدیک فضائلِ اعمال میں توسع بھی ہے - چنانچہ جہاں تک کسی نیک عمل کرنے کا تعلق ہے یہ تمام احادیث کفایت کرتی ہیں - اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے - اور ان کو بدعات اور اعمال سیئہ سے بچائے - و ما ذالک علی اللہ بعزیز -

شعبان کے متعلق احادیث

۱ - حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے :-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللّٰھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان (ابن عساکر)

ترجمہ :- رجب کا چاند دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے - یا اللہ رجب اور شعبان میں ہم کو برکت عطا فرما اور ہم کو خیریت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے -

شعبان میرا مہینہ ہے

۲ - شعبان شھری و رمضان شھر اللہ - (دیلمی)

ترجمہ :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے -

شعبان کی فضیلت

۳ - شعبان بین رجب و شھر رمضان یغفل الناس عنہ یرفع فیہ اعمال العباد فاحبّ ان لا یرفع عملی الا و انا صائم - (بیہقی)

ترجمہ :- شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان ایک مہینہ ہے جس کی فضیلت سے لوگ بے خبر ہیں - اسی مہینہ میں بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں - میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرے اعمال ایسی حالت میں پیش کئے جائیں کہ میرا شمار روزہ داروں میں ہو -

روزوں کی کثرت

۴ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے کسی مہینے سوائے شعبان کے مہینے میں آپؐ کو بکثرت روزے رکھتے نہیں دیکھا - شعبان کو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ پورے مہینے ہی کے روزے رکھا کرتے تھے -

۵ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوائے شعبان کے کسی دوسرے مہینے میں بکثرت روزے نہیں رکھتے تھے - شعبان کے متعلق تو یہ کہنا چاہئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھا کرتے تھے اور لوگوں سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ عمل اپنی استطاعت اور طاقت کے موافق کیا کرو - اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے عاجز نہیں ہے بلکہ تم عمل کی کثرت سے تھک جاؤ گے -

۶ - ترمذی شریف میں حدیث ہے - حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :-

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم شھرین متتابعین الا شعبان و رمضان -

ترجمہ :- سوائے شعبان اور رمضان

دوسرے مہینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے متواتر روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

۱۷۔ نسائی کی روایت ہے:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام سال میں سوائے شعبان کے کسی اور مہینے کے روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ البتہ شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دیا کرتے تھے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپؐ کو شعبان میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا:۔

ذالك شهر يغفل الناس عنه بين رجب و رمضان وهو شهر يرفع فيه الاعمال الى رب العلمين فاحب ان يرفع عملي وانا صائم۔

ترجمہ:۔ یہ شعبان ایک مہینہ ایسا ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان ہے۔ لوگ اس مہینے کی فضیلت سے غافل ہیں۔ اس مہینے میں اللہ رب العلمین کے روبرو بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ میری خواہش یہ ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

اس مہینہ میں سال بھر کے مرنے والوں کو معیّن فرمایا جاتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالٰی اس مہینے میں سال بھر کے مرنے والوں کو معیّن فرماتا ہے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میری موت کا سال اور وقت معین کیا جائے تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

مرنے والوں کا نام زندوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں اس مہینے میں مرنے والوں کا نام زندوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کا نام مُردوں کی فہرست میں ہوتا ہے۔ انسان حج کو جاتا ہے۔ اور اس کا نام مُردوں کے دفتر میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی

ایک دوسری روایت میں ہے:۔

انه ليس نفس تموت في سنته الا كتب اجلها في شعبان فاحب ان يكتب اجلي و انا في عبادة ربي و عمل صالح۔

ترجمہ:۔ کوئی شخص جو آئندہ سال میں مرنے والا ہو اس کا نام شعبان کے مہینے میں معین ہو جاتا ہے۔ اور وہ زندوں کی فہرست سے علیحدہ کر کے مُردوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل کا وقت معین ہو رہا ہو تو میں اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے:۔

انه يكتب فيه لملك الموت من يقبض فاحب ان لا ينسخ اسمي الا و انا صائم ہ

ترجمہ:۔ اس مہینے میں ان لوگوں کے نام ملک الموت کو لکھوا دئے جاتے ہیں جو سال بھر میں مرنے والے ہوتے ہیں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ جب میرا نام ملک الموت لکھ رہے ہوں تو میرا شمار روزہ داروں میں ہو۔

اللہ تعالٰی ہمیں شعبان المعظم کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ و مقدسہ کے مطابق اپنی زندگی گذار سکیں۔ آمین یا اله العالمین۔

وما علینا الا البلاغ

شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب براۃ کے متعلق بیان انشاء اللہ آئندہ جمعہ ۱۳ شعبان المعظم کو ہوگا۔

دورۂ تفسیر

امسال حضرت مولانا عبید اللہ انور حسب سابق وفاق المدارس کے امتحانات ختم ہونے کے تین دن بعد دورۂ تفسیر شروع کرائیں گے۔

باہر سے شرکت فرمانے والے طلباء کرام مطبوعہ فارم پُر کرنے کے بعد وقت پر لاہور پہنچ جائیں۔

طلباء کے طعام کا بندوبست انجمن کرے گی

گرم بستر اپنے ہمراہ لاویں۔

ناظم انجمن خدام الدین لاہور

بقیہ اعمال کا محاسبہ ص ۴ سے آگے

توجہ دیں۔ یہ رحمتوں کے مہینے ہیں۔ سب حقوق کو ادا کریں۔ ہر ایک سے معاملہ صاف رکھیں۔ معاملات کی صفائی اصل دین ہے۔ اسلام ہر مسئلہ اور ہر معاملہ میں رہنمائی کرتا ہے۔

آج سکولوں اور کالجوں میں انگریز کا قانون پڑھایا جاتا ہے۔ سود در سود کے سوالات نکلوائے جاتے ہیں۔ دین کی تعلیم بالکل نہیں دی جاتی۔ لہذا آپ پر فرض ہے۔ کہ آپ اپنی اولاد کی دینی تعلیم کا انتظام کریں۔ انہیں کسی عالم ربانی کی صحبت میں بٹھائیں اور درس قرآن سنائیں۔

آج اس ملک میں ہر کام اسلام کے خلاف ہو رہا ہے۔ سارا نظام غیر اسلامی ہے رشوت حرام خوری کی بہتات ہے: سارے کاروبار سودی ہیں۔ اور سارے مسلمان ہیں حالانکہ قرآن سود کو حرام قرار دیتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ جو سودی کاروبار کرتا ہے۔

ان حالات میں ہم سب مسلمانوں پر فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہم اس ملک کے نظام کو بدلیں۔ اور ووٹ کا صحیح استعمال کریں۔ اسمبلیوں میں اسلام پسند اور دیندار لوگ بھیجیں۔ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ اور اپنے فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

اللہ تعالٰی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے

آمین

آہ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے

شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

چِٹ پر سُرخ نشان

چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔

عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

قرآن پاک کی

آخری دو سورتیں — معوذتین کے رموز و اسرار

؎ اوّل و آخر قرآن زچہ باؔ آمد و سینؔ
یعنی اندر رہ دین رہبر تو قرآن بس

مطلب یہ ہے کہ قرآن کی ابتدا حرف 'ب' سے ہے کیونکہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" میں پہلا حرف باؔ ہے۔ اور انتہا والناس کے سینؔ سے ہے پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید دونوں جہاں میں بس ہے۔ یہ تو حروف کے لحاظ سے ابتدا و انتہا ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے۔ کہ اس کی ابتدا سُورہ فاتحہ سے ہوتی ہے۔ جس کو "اُم القرآن" اور سبع مثانی کہا گیا ہے جو کہ سات آیتوں کا مجموعہ ہے۔ اور یہ تمام قرآن کا نچوڑ ہے۔ یہ سُورہ ہمیشہ نماز میں دہرائی جاتی ہے۔ اس کے مثل اور کوئی سُورہ نہیں اس کو سب سے بڑی اور سب سے بہتر سورۃ بھی فرمایا ہے۔

یہ سورۃ عرش کے خزانہ کے نیچے سے اُتری ہے۔ اس کے ایک دفعہ پڑھنے سے سارے قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔

اسی طرح اس کتاب اللہ کا اختتام بھی معوذتین پر ہوتا ہے۔ یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پر۔

دفعِ بلّیات کے واسطے ان سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں۔ جادو آسیب اور نظر بد وغیرہ کا اثر زائل کر دیتی ہیں۔ رسول کریمؐ سونے کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر ان دونوں سُورتوں کو تین دفعہ پڑھ کر پھونکتے تھے۔ اور جہاں تک آپ کا ہاتھ پہنچتا جسم مبارک پر پھیر لیتے

ہر دو سورتیں مدنی ہیں۔ پہلی میں پانچ آیات اور دوسری میں چھ آیات، کل گیارہ آیات ہوتی ہیں۔

سُورہ فلق میں جسم انسانی کو ضرر پہنچانے والی چیزوں سے بچنے کے لئے پناہ الٰہی میں آنے کی تلقین ہے اور سُورہ ناس میں روح انسانی کو ضرر پہنچانے والی چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے پناہ خداوندی میں آنے کی تعلیم ہے۔

انسان اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اُس کو اپنی پناہ میں نہ لے۔

جس طرح جنّات انسان کے لئے مُوذی ہیں اُسی طرح انسان بھی انسان کے حق میں مُوذی ہو سکتا ہے۔

(۱) ارشاداتِ نبوی

(۱) ابو سعید خُدریؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر تکلیف اور مصیبت سے نجات پانے کے لئے جو راستہ خداوند لاشریک لہٗ کی طرف سے بتلایا گیا ہے اُس سے بہتر اور کوئی راستہ مل نہیں سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآنی دعائیں بہترین وظائف ہیں

(۲) عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ جو آیات آج رات نازل ہوئی ہیں۔ ان جیسی آیتیں کبھی نہیں دیکھی گئیں۔ وہ کون سی ہیں۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ ان دونوں سورتوں میں ایک بہت ہی لطیف اور باریک نقطہ یہ ہے۔ کہ پہلی سُورۃ میں اللہ تعالیٰ کی صرف ایک ہی صفت بیان کی گئی ہے۔ یعنی رَبِّ الْفَلَقِ اور تین چیزوں کی بُرائی سے پناہ مانگی گئی ہے:۔

(۱) تاریکی (۲) جادو (۳) حسد

اور دوسری سُورۃ میں شیطٰن کے وسوسوں کی بُرائی سے پناہ مانگی گئی ہے اور حق تعالیٰ کی تین صفات بیان کی گئی ہیں (۱) رَبِّ النَّاسِ ۝ (۲) مَلِكِ النَّاسِ ۝ (۳) اِلٰہِ النَّاسِ ۝ یہ اس لئے ہے تا کہ اشارہ اس بات کی طرف ہو کہ دین کی حفاظت مُقدّم ہے جان اور بدن کی حفاظت سے کیونکہ شیطانی وسوسے دین کے خراب کرنے والے ہیں اور تاریکی۔ جادو اور حسد جان اور بدن کو ضرر پہنچانے والے ہیں۔ واللہ اعلم

شانِ نزول

ان دونوں سُورتوں کے نازل ہونے کا سبب یہ ہے۔ کہ لبید بن عاصم یہودی نے رسول کریمؐ پر جادو کیا تھا اور آنحضرتؐ اُس کے جادو کے سبب سے بیمار ہو گئے تھے اور بعض اوقات ایسا خیال کرتے تھے کہ میں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا۔ جب اس عارضہ کو چھ ماہ گزر گئے تو آنحضرتؐ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے ایک تو سرہانے دوسرا پائنتی آنحضرتؐ کے بیٹھا اور آپس میں پوچھنے لگے ایک بولا کہ اس رسول کو ایک بیماری ہے دوسرے نے کہا کہ ان پر جادو کیا ہے۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے دوسرے نے کہا کہ لبید بن عاصم نے ان کا بال ان کی کنگھی سے لیا ہے اور ان کی کنگھی کے دندانوں میں کمان کے چلّے سے گیارہ گرہیں لگائی ہیں اور اس کو کھجور کے پھول کے غلاف میں لپیٹ کر بیئر ذروان میں پتھر کے نیچے دبا دیا ہے آنحضرتؐ جب صبح کو اُٹھے تو اُس کوئیں کی طرف تشریف فرما ہوئے اپنے یاروں میں سے دو شخصوں کو اُس کوئیں میں اتارا وہ پتھر کے نیچے سے اُس کو نکال لائے اور جبرائیلؑ یہ دونوں سورتیں لے کر نازل ہوئے۔ ان دونوں میں گیارہ آیتیں ہیں پھر جب آپ ایک آیت پڑھ کر پھونکتے تھے تو وہ گرہ کھل جاتی تھی۔ اسی طرح ساری گرہیں کھل گئیں اور آنحضرتؐ کو صحت کلّی حاصل

مُعَوَّذَتَیْنِ پر قرآن شریف کے تمام ہونے کا نکتہ یہ ہے۔ کہ جب نعمت تمام ہوتی ہے اور کمال کو پہنچتی ہے۔ تو دشمن کے حسد اور فریب کے سوا کو خوف نہیں رہتا۔ اس واسطے یہ مقام استعاذہ (پناہ مانگنے کا) کا تھا اور اس سُورۃ میں شیطان کے شر سے پناہ مانگ کے لئے خاص تین ناموں کے ساتھ فرما رَبّ۔ مَلِك۔ اِلٰہ اس کی وجہ یہ کہ شیطان کا آدمی کے دل میں داخل ہ تین طرف سے ہے۔ شہوت۔ غضب ا باطل عقیدہ جس کو ہوا بھی کہتے ہیں رب کا نام شہوت کے شر کو دفع کے لئے اور ملک کا نام غضب کے

کے لئے اور اللہ کا نام ہوا کے شر سے بچنے کے لئے ہے گویا کہ یوں رشاد ہوا کہ اگر شیطان تجھ کو شہوت ں راہ سے وسوسہ ڈالے تو پروردگار ں رُبوبیت پر نظر کر، اور اگر غضب ں راہ سے پیش آئے تو اس کی بادشاہت ور بدلہ لینے کو یاد کرو، اور اگر ہوا ں راہ سے ستاوے تو اُلوہیت کے مرتبہ ں طرف التجا کر۔

تفسیر

(۱) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ (۲) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

ترجمہ۔ اے پناہ لینے والے! کہہ ، میں فَلَق کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ر اُس چیز کی بُرائی سے جو اس نے ِدا کی ہے۔

(۳) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝

ترجمہ۔ اور اندھیری رات کی بُرائی ے جب کہ اُس کا اندھیرا پھیل جائے۔

(۴) وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝

ترجمہ۔ اور گرہ لگا کر پھونکنے والوں بُرائی سے۔

(۵) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

ترجمہ۔ اور حسد کرنے والے کی بُرائی ے بھی جب وہ حسد کرے۔

تفسیر

فَلَق سے مراد صبح ہے۔ حقیقت میں ں چیز کو کہتے ہیں جو پھٹے اور اُس میں دوسری چیز نکل آئے۔ تاکہ اُس نکلی ئی چیز سے عجیب و غریب نشانیاں ظاہر ں۔ جیسے غلّہ کا دانہ۔ کھجور کی گٹھلی، وقات کی بُرائی اُن کی اصل کی خباثت سبب سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بیت اصل اور فرع دونوں پر محیط ہے لئے بُرائی کے دفع کرنے کے لئے اصل طرف التجا کرنی ضرور پڑتی ہے۔ چنانچہ کوئی شخص کسی کے نوکر سے کچھ خوف خطرہ رکھتا ہو۔ تو ضرور اُس کے آقا کی رجوع کرتا ہے۔ اگر اُس سے بھی ایذا کا کھٹکا ہوتا ہے۔ تو اُس آقا آقا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہاں کہ آقائی کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کئی اقسام کی ایک تو وہ جس میں خیر غالب ہے شر مغلوب بلکہ معدوم جیسے مقرب فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام۔

دوسری قسم وہ ہے۔ جن میں بُرائی غالب ہے اور بھلائی مغلوب ہے۔ یا معدوم جیسے شیطان۔ موذی آدمی۔ جنّات۔ درندے اور چوپائے اور کیڑے مکوڑے۔

تیسری قسم وہ ہیں جن میں خیر اور شر دونو موجود ہیں۔ جیسے دنیا کا مال۔ اہل وعیال

عبادت کا شرّ ریا اور سُمعہ ہے۔

ایمان کا شرّ نفاق اور مرتد ہونا ہے انبیاء کو جھٹلانا اور اُن کی فرمانبرداری میں کوتاہی کرنا۔ اور اولیاء اللہ کا شر اُن کے انوار صحبت میں محروم رہنا۔ خیر کی بُرائی یہ ہے کہ اس میں دیر لگانا، پھول کا شرّ کانٹا ہے۔ اور خزانہ کا شرّ سانپ ہے۔ اور خوبصورتی کا شرّ بد خوئی ہے۔

اندھیرے کے شرّ سے مراد یہ ہے کہ اُس میں بہت سی بُرائیاں ظاہر ہوتی ہیں اول تو جنات کے شیطانوں کا پھیل پڑنا ہے۔ دوسرے درندوں اور جانوروں کا نکل پڑنا۔ تیسرے چوروں کا پھیل پڑنا چوتھے جادوگروں اور طلسم والوں کی قوت کا وقت ہے کیونکہ سورج کی وجہ سے دن کے وقت اُن کے عمل اثر کم رکھتے ہیں پانچویں فسق و فجور والوں کا گناہوں میں مشغول ہونا۔

معنوی تاریکی بھی کئی قسم کی ہے۔ سب سے بڑھ کر وہم کی تاریکی ہے جو عقل کے نور پر غالب آتی ہے اور اشیاء کی حقیقتوں کو نظر سے چھپا دیتی ہے۔ اور اُسی کی شاخوں میں سے کفر، گناہوں اور بُرے اخلاق کی اندھیری ہے اور بُری صحبتوں کی تاریکی ہے۔

بعد ازاں نقوش خبیثہ کے شرّ سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ جو شیطانوں کا نام جپنے اور ان کے کلموں سے توسّل کرکے جانوں اور بدنوں میں تاثیر کرتے ہیں۔

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

ترجمہ۔ اور حسد کرنے والی کی بدی سے جب وہ حسد کرے۔

تفسیر

حسد سب بیماریوں سے بُرا ہے حقیقت میں جو شرّ تمام جہان میں پیدا ہوتا ہے وہ ارادہ اور اختیار سے ظہور میں آتا ہے۔ جیسے لوٹ قتل، تاوان لینا اور سحر، ان سب بُرائیوں کی جڑ حسد ہے اول گناہ جو آسمان میں واقع ہو۔ اور ابلیس کا حسد تھا حضرت آدمؑ کے ساتھ اور زمین پر جو اوّل گناہ صادر ہوا وہ قابیل کا ہابیل سے حسد تھا۔

ان تین چیزوں کا شر خاص طور پر ذکر فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان تینوں گروہوں کا شر پوشیدہ اور چھپا ہوا بخلاف دوسری مخلوقات کے شرّ سے، اس لئے ان سے خاص طور پر پناہ مانگنی ضروری ہوئی

قرآن کی آخری سُورۃ

(۱) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝

ترجمہ۔ "اے کہنے والے کہہ کہ میں شیطان کے شرّ سے بچنے کے لئے آدمیوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں"

تفسیر

ہر چند اللہ تعالیٰ کی پرورش سب مخلوقات کو شامل ہے۔ لیکن جو ترتیب آدمیوں پر واقع ہے۔ وہ دوسری مخلوقات پر نہیں اس واسطے کہ انسان کا وجود تمام جہان کے حال کا نمونہ ہے۔ وجود، حیات، ارادہ، قدرت، شنوائی اور گویائی یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات کا پرتو ہیں۔ اور حرارت و برودت، رطوبت و یبوست یہ سب اربعہ عناصر کے بدلے ہیں۔

آدمی کی ابتداء اور انتہا کے فرق کو دیکھا چاہئے۔ یعنی اُس کے نطفہ کی حالت کو دیکھئے کہ کس طرح کی نکمّی چیز ہے پھر اُسی کو بعد بلوغ کے پھر ولایت اور نبوت کے مرتبہ کو یہاں تک کہ رسالت کی خاتمیت کے مرتبہ کو لحاظ کیا چاہئے اور ان دونوں ادنیٰ اور اعلیٰ مرتبوں پر غور کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور پرورش کا تماشہ کرنا چاہئے۔

(۲) مَلِكِ النَّاسِ ۝

ترجمہ۔ آدمیوں کے بادشاہ کی۔

آدمی کے بدن میں روح بادشاہ مطلق ہے اور سب بدن اُس کے آباد ملک کی مانند ہے۔ اور قوائے مدرکہ و محرّکہ اُس بادشاہ کی فوج اور سپاہ کی مانند ہیں۔ سو یہ سب حق تعالیٰ کی بادشاہت کے کارخانوں میں سے ہے۔

(۳) اِلٰهِ النَّاسِ ۝

ترجمہ آدمیوں کے معبود کی۔

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمیوں کو حق تعالیٰ کی معرفت کا اور اس کی

عبادتوں کا اس کی نزدیکی حاصل کرنے کا شوق اصل پیدائش میں امانت رکھا ہے سو اسی پیدائشی شوق کے سبب آدمیوں کا ہر گروہ اس کام کی تلاش اور جستجو میں سرگرداں اور پریشان ہے ۔ اور یہ شوق اور گرفتاری تمام خلق کی ایک کرشمہ ہے اُس کی معبودیت کے کرشموں میں سے

دوسری تفسیر یہ ہے کہ آدمی بچپن کی حالت میں اپنے پرورش کرنے والے کے سوا دوسرے کو نہیں پہچانتا ہے ۔ اور بھوک پیاس کے وقت میں اُسی کی طرف التجا کرتا ہے ۔ اور اگر کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اُسی طرف بھاگتا ہے اسی واسطے لڑکا اُس وقت اپنے ماں باپ کو پکارتا ہے اور انہیں سے فریاد کرتا ہے اور جب جوان عاقل ہوتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ماں باپ بھی میری طرح بادشاہ اور امیر کے محتاج ہیں اور انہیں سے روزی طلب کرتے ہیں ۔ اور بلا کے دفع کرنے میں اُنہیں کی طرف التجا لے جاتے ہیں ۔ ناچار اُس کے دل میں یہی بات بیٹھ جاتی ہے ۔ کہ جو کچھ ہے بادشاہ اور امیر ہے ۔ اُن کی نزدیکی وجود کے کارخانہ کے انتظام کا سبب ہے ۔ پس اس حالت میں اُس کو بادشاہ اور امیر ہی پر اعتماد ہوجاتا ہے

جب اس سے بھی آگے بڑھا اور دیکھا کہ بادشاہ اور امیر بھی بعض چیزوں میں اختیار نہیں رکھتے ۔ بلکہ عالمِ غیب کی طرف التجا کرتے ہیں تب اُنہیں یقین ہوجاتا ہے ۔ کہ بادشاہ اور امیر بھی میری طرح محتاج ہیں ۔ تو معلوم ہوا کہ دنیا کا کارخانہ دوسرے سے تعلق رکھتا ہے ۔ جس کو اِلٰہ کہتے ہیں ۔ سو ان تینوں صفتوں کا لانا رَب ۔ مَلِك اور اِلٰہ مناسب اور موزوں ہے ۔

(۴) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝

ترجمہ ۔ فاسد خیال کی بدی سے میں وسوسے ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے پناہ لیتا ہوں برے خیال کئی طرح سے نقصان پہنچاتے ہیں ۔

تفسیر

(۱) مزاج کے فاسد کرنے سے (۲) نفس کی تدبیر میں (۳) معرفت میں (۴) عبادت میں (۵) حق تعالیٰ کے قرب سے دور کرنے میں آدمی کو ابتدائے عمر سے انتہا تک یہی کام درپیش ہیں ۔ اور جب ان کاموں میں خلل پڑا تو اُس کی ساری عمر برباد ہوگئی ۔

خناس کے معنی ہیں بھاگنے والا شیطان حق تعالیٰ کے ذکر اور قرآن شریف کی تلاوت اور فرشتوں کے سامنے سے بھاگتا ہے شیطان مردود سے بچنا مشکل ہے اور سوائے خدا تعالیٰ کی توفیق کے شیطان کی بدی سے محفوظ رہنا ناممکن ہے ۔ اس لئے کہ جو دشمن سامنے ہوکر مقابلہ کرتا ہے اس کا دفع کرنا آسان ہے برخلاف اُس دشمن کے جو سامنے نہ ہو اور ہمیشہ چھپی دشمنی میں لگا رہے ۔ ایسے دشمن سے ہر وقت بچنا لازم ہوا ۔ اور یہ بات بہت مشکل ہے ۔

(۵) اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

ترجمہ ۔ جو آدمیوں کے سینوں میں فاسد خیال اور برے برے وسوسے ڈالتا ہے جنوں میں سے اور انسانوں میں سے ۔

تفسیر

سینہ کی وجہ یہ ہے کہ اس جگہ نفس ناطقہ کے آثار حیوانیت سے مخلوط ہوکر فساد کا طریقہ جلد قبول کرلیتے ہیں برے خیال ڈالنے والا خواہ جن کی قسم سے ہو جیسے شیطان کہ آگ کے غلبہ کے سبب سے اُن میں پیدائشی تاریکی گھسی ہوئی ہے اسی واسطے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے ۔ کہ شیطان آدمی کے رگ اور پوست میں خون کی طرح دوڑتا ہے ۔ اور خواہ وہ وسواس ڈالنے والا لوگوں کی قوت متخیلہ ہو ۔

لفظ ناس کے تکرار کی حکمت

اس سورۃ میں ناس کا لفظ پانچ دفعہ آیا ہے ۔ حقیقت میں یہ تکرار نہیں ہے ۔ پہلے ناس سے لڑکے مراد ہیں دوسرے مقام پر جوان مراد ہیں ۔ اور تیسرے مقام پر بوڑھے مراد ہیں اس واسطے کہ اِلٰہ کا لفظ جو طاعت اور عبادت پر مبنی ہے ۔ ان کے حال کے بہت مناسب ہے اور چوتھے مقام پر صلحا مراد ہیں ۔ کیونکہ شیطان اکثر نیکوں کے بگاڑنے پر کمر باندھتا ہے ۔ اور ان کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور پانچویں مقام پر مفسد اور شیاطین مراد ہیں ۔ جن کا کام بہکانا اور وسوسہ ڈالنا ہے ۔

(تفسیر عزیزی)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس اللہ روحہ کی تقریر کا خلاصہ معوذتین کے متعلق

یہ ایک فطری اور عام دستور ہے کہ باغ میں جب نیا پودا زمین کو پھاڑتا ہوا بیج سے باہر نکلتا ہے ۔ تو مالی اس کی حفاظت میں پوری کوشش اور ہمت صرف کردیتا ہے ۔ اور جب تک وہ تمام آسمانی اور زمینی آفتوں سے محفوظ ہوکر اپنے حد کمال کو نہیں پہنچ جاتا اس وقت تک بہت زیادہ تردد اور محنت کرنی پڑتی ہے ۔ اب غور کیجئے کہ پودے کی زندگی کو فنا کردینے والی یا اس کے پھلوں کے فائدہ سے محروم بنا دینے والی وہ کون کون سی آفات ہیں ۔ جن کے شر اور نقصان سے بچا لینے میں مالی کی اپنی کوششوں کے کامیاب بنانے میں ہر وقت دُھن لگی رہتی ہے تھوڑی سی سوچ بچار کے بعد معلوم ہوجائے گا کہ ایسی آفات اکثر چار طرح سے ظہور پذیر ہوتی ہیں جن کے دور کرنے کے لئے مالی کو چار باتوں کی اشد ضرورت ہے اول ایسے سبزہ خور جانوروں کے دندان دہن کو اس پودے تک پہنچنے تک روک جائے جن کی خلقت میں سبزہ و گھاس کا کھانا داخل ہے ۔

دوسرے کنوئیں یا نہر یا بارش پانی اور ہوا و حرارت آفتاب غرضیکہ تمام اسباب زندگی و ترقی کے پہنچنے پورا انتظام ہو ۔

تیسرے اُوپر سے برف اولے وغیرہ جو اُس کی حرارت غریزہ کے جلا کا باعث ہو اس پر گرنے نہ پائے کیونکہ یہ چیزیں اُس کی ترقی اور نشو کو روکنے والی ہے ۔

چوتھے مالک باغ کا دشمن یا کوئی حاسد اُس پودے کی شاخ و برگ وغیرہ کو نہ کاٹ ڈالے یا اس کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دے اگر ان چار باتوں کا مالی نے خاطر خواہ بندوبست کر لیا تو خدا سے امید رکھنا چاہئے ۔ وہ پودا بڑھے گا پھولے پھلیگا اور مخلوق اس کی پُر میوہ شاخوں سے فائدہ اُٹھائے گی ۔

ٹھیک اسی طرح ہم کو خالق ارض و سماء جو رَبِّ الْفَلَقِ ہے ۔ اور چمنستان کا حقیقی مالک اور مربی ہے ۔ اپنے وجود اور شجر ایمان کے متعلق ان ہی

باقی ۱۲ پر

چوہدری محمد یوسف ایم اے

ایک مفسر قرآن - ایک ولی زمان

(۱۸)

حضرت لاہوریؒ کی عمومی تعلیمات کا خلاصہ
یل میں دیا جاتا ہے

(۱) ذکر اسم ذات کی پابندی کرنا
(۲) نماز پنجگانہ کی پابندی کرنا
(۳) کسی کو دکھ نہ دینا

یہ تعلیمات دیکھنے میں سادہ اور معمولی
وعیت کی ہیں۔ لیکن غور و تردد سے دیکھیں
و نتیجہ معنی خیز ہے۔ ان تعلیمات میں حقوق
للہ اور حقوق العباد مرکزی کردار ہیں۔
گر سچ پوچھیں تو اسلام کے یہی دو ستون
ں جن سے اسلام کا تاج محل قائم رہتا
ہے۔ یہ تعلیمات تو عام ہیں۔ جن کا پرچار
ر معمولی پیر بھی کرتا رہتا ہے۔ لیکن
ضرت و مولانا مذکورہ بالا عمومی تعلیمات
وحانی کے علاوہ ایسی تعلیمات کے معلم
ی ہیں۔ جو عہد حاضر کے پیروں کے فہم و
عور سے بالا تر ہیں۔ یعنی مولانا رزق
لال پر خاص زور دیتے ہیں۔ پیر و علماء
ں نکتہ کی اہمیت سے یا تو عمداً گریز کرتے ہیں
اسے قابل توجہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ روحانی
اصد کے حصول میں۔ یہ نکتہ آب زر سے
ھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ رزق حلال کے
یر سلوک و معرفت کچھ منازل طے کرنا
ن نہیں قرآن پاک میں جا بجا رزق حلال
ذکر آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
کر خداوندی اور رب کریم کی عبادت
ں وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ
ق حلال میسر نہ ہو"

ایک حدیث میں فخر دو عالم یوں
شاد فرماتے ہیں

"بعض لوگ ہاتھ لمبے کر کرکے دعائیں
تے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو رب رب کہہ
پکارتے ہیں۔ مگر اُن کا عملی حال یہ
ہے۔ کہ کھانا حرام کا۔ لباس حرام کا
ان کی دعا کیسے قبول ہو"

اولیاء اللہ رزق حلال کے ہمیشہ متمنی
ہے۔ اور کبھی اور ہرگز کبھی رزق حرام
تر نوالوں سے اپنے کام و دہن کو
وہ نہ کیا۔ مغلیہ خاندان کا ایک عظیم
ب تاجدار حضرت میاں میر کی بارگاہ
میں حاضر ہوتا ہے۔ بوریا نشین درویش نان جویں کا ایک ٹکڑا ہندوستان کے نامور بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ شاہی حلق نان جویں کی درشتی اور سختی کو گوارا نہ کر سکا۔ معذوری کا اظہار کرتا ہے۔ رخصت کے وقت اشرفیوں کا ڈھیر مرد درویش کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ حضرت نے غضب آلودہ نگاہوں سے ملک کے نامور حکمران کی طرف دیکھا اور کہا۔ بادشاہ! جس طرح جو کی روٹی کا ٹکڑا تیرے حلق سے نیچے اُتر نہیں سکتا بعینہ یہ اشرفیاں میرا گلا قبول نہیں کرتا

یہ استغناء اور بے نیازی کی ایک علامت ہے جس کی سرحد رزق حلال کی آرزو کی سرحد سے جا ملتی ہے۔ حضرت لاہوری کھانے کے معاملہ میں انتہائی حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے۔ جہاں تک ممکن ہوا غیروں کے تر نوالوں سے کام و دہن کو محفوظ رکھا ہمارے ایک معتبر دوست نے ہمیں بتایا کہ لاہور کے ایک ڈاکٹر صاحب تھوڑا سا مکھن لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت نے مکھن سونگھ کر فرمایا ڈاکٹر! اس مکھن میں مجھے حرام کی بُو آتی ہے۔ ڈاکٹر متحیر اور ششدر ہے۔ کہ یہ بات کیا ہوئی۔ نہایت عجز سے عرض پرداز ہوا۔ حضرت میری ذاتی بھینس ہے۔ اور یہ اسی کا مکھن ہے۔ پھر حرام کیونکر؟ حضرت لاہوری مسکرائے فرمانے لگے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کا نوکر چارہ لینے گیا۔ قیمتاً لئے گئے چارہ میں تھوڑا سا چوری کا چارہ بھی ملا لیا گیا۔ تمہاری بھینس نے یہ چوری کا چارہ کھایا ہے اسی لئے مکھن سے حرام کی بو آ رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے معاملہ کی تحقیق کی تو حضرت لاہوری کا ارشاد درست ثابت ہوا۔ الغرض تا حین حیات طیب رزق کی تلاش میں رہے۔ اغلباً یہ اسی کشاکش کا نتیجہ ہے۔ کہ حضرت دور دراز جلسوں میں شریک ہونے کے باوجود منتظمین جلسہ کے ہاں کھانا نہ کھاتے۔ بلکہ بھنے ہوئے چنوں اور گڑ پر گزارہ کرتے تھے۔ اگر کھانے کو کچھ بھی میسر نہ ہوا۔ تو فاقہ کشی کرلی۔ لیکن رزق حرام کے قریب تک نہ گئے چنانچہ حضرت لاہوری فرماتے ہیں۔

"حاصل یہ نکلا کہ اللہ پاک کے نام میں بے شمار خاصیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ انسان ماسوا اللہ سے کٹ کر اللہ سے جُڑ جاتا ہے۔ اس کے لئے علاج یہ ہے۔ کہ ذکر بکثرت کیا جائے اور پرہیز یہ ہے کہ مشتبہ اور حرام سے بچا جائے"

حرام کی تشریح ان الفاظ میں سنئے

حرام کی دو قسمیں ہیں صورتاً حرام مثلاً سؤر۔ کتا۔ حقیقتاً حرام مثلاً بکری کا گوشت بظاہر حلال ہے اگر چوری کی ہوگی تو حقیقتاً حرام ہوگا"

حضرت کو یہ سبق اپنے شیخ حضرت دین پوری سے ملا چنانچہ فرماتے ہیں۔

"حضرت دین پوری اللہ اللہ کرنے والی جماعت کو پھیکا بھات دیتے تھے۔ جس میں نہ نمک نہ میٹھا ہوتا تھا اس میں حلال کے چاول اور پانی ہی ہوتا تھا۔ یہ اس لئے کرتے تھے کہ اللہ اللہ کرنے والی جماعت کے پیٹ میں حرام کا لقمہ نہ جانے پائے حضرت دین پوری خود بیٹا تھے۔ ان کی وجہ سے ساری جماعت حرام سے بچ جاتی تھی۔ ذیل کا واقعہ رزق حلال کی اہمیت میں دو چند اضافہ کرتا ہے۔ اور یہ حقیقت واضح طور پر نظر کے سامنے بے نقاب ہو جاتی ہے۔ کہ حرام سے بچنے والوں کی رب پاک دستگیری فرماتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ دیوبند کے ایک صوفی منش بزرگ کا پیٹ حرام کا ایک نوالہ بھی قبول نہ کرتا تھا۔ بلکہ فوراً اسے قے کی صورت میں باہر اُگل دیتا کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ کو مدعو کیا اور ہر ممکن تدبیر کی کہ کھانے میں کوئی مشتبہ چیز پکنے نہ پائے۔ کھانے میں کھیر بھی تھی۔ کھیر کا کھانا تھا۔ کہ وہ فوراً قے کی صورت میں باہر آ گئی۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ جس بھینس کے دودھ سے کھیر پکائی گئی تھی۔ اُس بھینس نے اپنی ہمسایہ بھینس کا تھوڑا سا چارہ کھا لیا تھا۔ ان تصریحات کی روشنی میں یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ رزق حلال کس قدر اہمیت کا مالک ہے

نور عظیم ندوی

اے دل تمام نفع ہے!!!

حضرت صہیب رومیؓ طویل مسافت طے کرکے رسول اللہؐ کے پاس پہونچے تھے۔ راہ کی گرد و غبار یا کسی اور وجہ سے ان کی آنکھ میں آشوب آگیا تھا۔ جس وقت وہ پہنچے رسول اللہ اور بہت سے صحابۂ کرام کھجور کھا رہے تھے وہ بھی شریک ہوگئے اور بے تکلف کھانے لگے تازہ کھجور میں گرمی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جو آشوب چشم کے لئے مضر ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے ٹوکا بھی لیکن صہیب نے اس کا خیال نہیں کیا ایک کھجور منہ میں رکھتے ہوئے شوخی سے کہا۔

"آشوب ایک آنکھ میں ہے۔ اور میں دوسری طرف سے کھا رہا ہوں"

رسول اللہ کے لب مبارک میں ہلکی سی جنبش ہوئی جیسے گلاب کی نازک پنکھڑیاں بادِ بہاری کے لطیف جھونکے سے لہرا جائیں اور مجلس کے سبھی لوگ ہنس پڑے

حضرت صہیبؓ آشوب چشم کا خیال کئے بغیر بہت انہماک سے کھاتے جا رہے تھے۔ ان کے معدے میں بھی آگ لگی ہوئی تھی کئی دن گزر گئے تھے اور غلہ کا ایک دانہ یا کھجور کی ایک قاش بھی حلق سے نہیں اتری تھی۔ تیز دھوپ اور لو جیسے آسمان آگ برسا رہا ہو اس پر سفر کی مشقت اور پھر مسلسل فاقہ جان پر بن آئی تھی۔ ایسی حالت میں آشوب چشم اور کھجور کی گرمی کا کہاں تک خیال رکھتے معدے کی آگ بجھانا بھی ضروری تھا۔

ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ سوزش بھی بلا کی تھی۔ لیکن صرف یہی سوزش نہیں تھی بلکہ ان کے دل میں ایک اور آگ جل رہی تھی، تیز بہت تیز، ایسی آگ جس کی موجودگی میں سخت ترین سردی کا احساس ہو نہ شدید گرمی کا جس کے تیز شعلوں سے طبقہ زمہریر پگھل جائے اور نمرود کا جہنم بھی جل کر خاک ہو جائے۔ اور اگر وہ آگ بجھ جائے تو انسان انسان نہ رہے خاک کا ڈھیر نظر آئے۔

یہی آگ تھی جس نے حضرت صہیبؓ کو چین سے نہ بیٹھنے دیا اور تیز دھوپ اور لو کی پروا کئے بغیر عرب کے ریگزاروں میں دن رات کے مسلسل سفر پر آمادہ کیا اور وہ اپنی جان ہتھیلیوں پر رکھ کر خالی ہاتھ صحرا نوردی کے لئے نکل پڑے

کفار مکہ کی ایذا رسانی اور شرارتوں سے پریشان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے اصحاب مکہ سے نکل چکے تھے۔ کفار باوجود پوری کوشش کے رسول اللہ کو روکنے میں کامیاب نہ ہوئے تو ان کا غصہ بھڑک اٹھا اور اب سارا غصہ مکہ میں بچے ہوئے مسلمانوں پر اتار رہے تھے اکثر کو قید کر رکھا تھا کہ کہیں یہ بھی ہجرت نہ کر جائیں اور کفار منہ دیکھتے رہیں۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ صہیب بھی ہجرت کرنے والے ہیں اور ان کو بھی قید میں ڈال دیا گیا۔

ابو جہل ان کے پاس آیا۔ چہرہ تمتمایا ہوا آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے۔ غصہ سے سانس تک رک رہی تھی اس نے کہنا شروع کیا۔

تم! تم فقیر قلاش یہاں آئے تھے کھانے تک کا ٹھکانا نہیں تھا۔ اب مال و دولت جمع کرکے امیر بن گئے ہو تو چاہتے ہو کہ سارا مال ساری دولت لے کر محمدؐ سے جا ملو اور ہم دیکھتے ہی رہ جائیں۔ ایسا ہم ہرگز نہ ہونے دینگے

صہیبؓ زیر لب مسکرائے دل میں سوچا یہ مال و دولت اس کی حقیقت کیا ہے؟ حضورؐ کے ایک اشارے پر روئے زمین کی ساری دولت قربان کی جا سکتی ہے۔ پھر ایک آرزو دل میں کسمسائی امید کی ہلکی سی کرن نظر آئی اور آنکھوں میں چمک آگئی۔ پھر یہ حسین خواہش الفاظ میں ڈھل گئی۔

"اچھا اگر میں اپنی ساری دولت و جائداد تمہارے لئے چھوڑ دوں تو مجھے ہجرت کی اجازت مل جائے گی"

ابو جہل ایک لمحہ کے لئے چونک سا گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ محمدؐ سے ایک ملاقات کے لئے اپنا سب کچھ کیوں برباد کر رہا ہے تھوڑی دیر خاموش رہا پھر کہا۔

"تمہارے مال سے زیادہ تمہاری جان قیمتی ہے۔ ہم تمہیں قید میں رکھیں گے دولت پر قبضہ کریں گے۔ پھر جان سے ختم کردینگے

حضرت صہیبؓ پر بجلی سی گر پڑی، چہرہ مرجھا گیا امید کی آخری کرن بجھ گئی، پلکوں پر ستارے جھلملائے۔ ساتھ ہی ہونٹ ہلے اور کمزور سی آواز آئی

"اگر عبداللہ بن جدعان زندہ ہوتا تو تم کو اتنی جرأت نہ ہوتی"

"تم لوگوں کا تو دعوے ہے۔ کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی بھی ہے"

ابو جہل نے طنز کیا "ہم تمہیں جلد ہی عبداللہ بن جدعان کے پاس پہنچا دیں گے۔ وہاں ہماری شکایت کر لینا"

"افسوس! میں تو وہاں بھی اس سے نہ مل سکوں گا" صہیبؓ نے برجستہ جواب دیا۔ رسول اللہ نے مجھے جنت کی بشارت دی ہے۔ اور وہ تو جہنم میں ہوگا"

ابو جہل تلملا اٹھا آگے بڑھا اور حضرت صہیبؓ کے چہرہ پر زور سے ایک چانٹا لگایا چہرہ پر انگلیوں کے نشان پڑ گئے۔ اور وہ بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"خوب! عبداللہ بن جدعان تو جہنم کی آگ میں جلے گا۔ اور یہ زر خرید غلام جنت میں مزے کرے گا۔ ایسی حماقت کبھی دیکھی نہ سنی"

صہیبؓ چند دن قید میں رہے۔ طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی جائیں کہ اسلام سے پھر جائیں۔ کھانا صرف اتنا ملتا کہ جان باقی رہے۔ لیکن اسلام دل میں گھر کر جائے تو اس کا نکلنا بہت مشکل ہے۔ مکہ میں مسلمانوں کے بہت سے ہمدرد پیدا ہوگئے تھے۔ بہت سے لوگ ایمان لا چکے تھے۔ مگر ابھی تک ظاہر نہیں کیا تھا۔ انہیں لوگوں کی مدد سے صہیبؓ قید سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

کفار کو جیسے ہی خبر ہوئی فوراً ان کی تلاش میں سوار دوڑ آئے اور سواروں نے راستے میں جالیا اور انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ شاید گرفتار ہو جاؤں۔ لیکن وہ مومن تھے اور مومن کو اللہ کی جانب سے غیر معمولی ذہانت و فطانت عطا کی گئی ہے۔ اسی غیر معمولی ذہانت کے سہارے وہ ان مقامات کی سیر کرتا ہے۔ جس کا دوسرے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ صہیبؓ کے ذہن میں ایک تدبیر آئی انہوں نے سواروں کو

ہی سے پکارا اور اپنا ترکش دکھاتے ہوئے تماد لہجہ میں کہا۔

"تم سب مل کر میری تیر اندازی کا مقابلہ کر سکتے جب تک ایک تیر بھی میرے باقی ہے کسی کا میرے پاس بھٹکنا مشکل ہے۔ اس کے بعد تلوار کی باری تمہیں اختیار ہے یا تو میرا مقابلہ کرو موت کا مزہ چکھو یا مکہ کی راہ لو، تم کو اپنے مال و اسباب کا پتہ بتاتا ہوں تمہارا"

تدبیر کارگر ہوئی اور مکہ کے سواروں بلا پس و پیش فیصلہ کر دیا۔

اپنے مال کا پتہ بتاؤ۔ ہم واپس جا ہے ہیں" ان کے مڑتے ہی حضرت صہیبؓ گھوڑے کو ایڑ لگائی اور قبا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ ظہر کی ز ہو چکی تھی۔ رسول اللہؐ تشریف فرما تھے بر صحابہ آس پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک ماری نے تازہ کھجوریں حضور کی خدمت پیش کیں اور سب کھانے لگے اس اثناء حضرت صہیبؓ بھی پہونچ گئے، سلام کیا ر کھانے میں شریک ہو گئے بھوک کی آگ نڈی ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ سے شکایت تے ہوئے کہا۔

آپ نے رفاقت کا وعدہ کیا تھا۔ مگر ھے چھوڑ کر چپکے سے نکل آئے

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ی شکایت کی۔

"حضور آپ نے بھی وعدہ فرمایا تھا۔

اور اپنے سفر کی روداد سنانے لگے

آپ کو معلوم ہے کہ میں کتنی مصیبتیں جھیل ر آپ تک پہنچا ہوں۔ اپنا سارا مال دے کر ریش سے اپنے آپ کو خریدا۔ اور جب ہ سے باہر نکلا۔ تو میرے پاس صرف ایک "مد" آٹا تھا اسے میں نے ابوا میں گوندھا پھلکیاں بنائیں اور انہیں کے سہارے قبا تک یا

تم نفع میں رہے صہیب! اس تجارت ہیں نقصان نہ ہوگا۔ رسول اللہؐ نے تسلی دی

"یا رسول اللہ! آپ کی رفاقت میں مجھے کسی چیز کی کوئی فکر نہیں صہیبؓ نے جواب دیا۔ پھر آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں اور ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا

"اللہ تیرا شکر ہے"!

ہوا میں ارتعاش پیدا ہوا فضاؤں نے راستہ دیا۔ آسمانوں کے دروازے کھلے فرشتوں نے پرجوش استقبال کیا اور یہ الفاظ تشکر عبودیت اور فدائیت کے جذبات لئے بارگاہ

خداوندی میں حاضر ہوگئے۔ اور تھوڑی دیر بعد جبرئیلؑ خدا کی طرف سے جواب بھی لے آئے۔ ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رؤف بالعباد

(کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ ہی کو خرید لیتے ہیں۔ اور اللہ اپنے بندوں پر بہت ہی مہربان ہے)

بقیہ ایک مفسر قرآن - ایک ولی زمان صفحہ ۳ سے آگے

اور اگر کوئی رزق حرام سے دلی طور پر بچنے کا متمنی ہو۔ تو قدرت خود اسے بچا لیتی ہے۔ الغرض حضرت لاہوری کا تقویٰ برابر مشتبہ اشیاء سے پرہیز کرتا رہا۔ اسی گریز و پرہیز نے آپ کو ولی اللہ بننے میں مدد دی۔ حضرت کی ایک نمایاں تعلیم تھی۔ توکل علی اللہ عربی مقولہ ہے یا حدیث نبوی من یتوکل علی الله فهو حسبه اس جملہ کی عظمت اور صداقت میں کلام نہیں۔ لیکن اس جملے کے ادا کرنے والوں کو آلام و مصائب کے ہجوم میں یہ جملہ اپنی تمامتر فضیلت و صداقت کے باوجود بھول جاتا ہے۔ لیکن حضرت لاہوری کو دیکھو قید فرنگ میں مقید ہیں۔ نومبر دسمبر کی یخ بستہ راتیں ہیں ہوا میں خنکی ہے۔ لہو منجمد ہو رہا ہے۔ حضرت کے پاس اوڑھنے بچھونے کے لئے کچھ بھی نہ تھا۔ حضرت راہوں ایک شکستہ مسجد کے ایک گوشہ تنہائی میں ایام نظر بندی گزار رہے تھے۔ اس حالت میں کہ سردی اور ٹھنڈک سے بچاؤ کے لئے آپ کے پاس کوئی لحاف وغیرہ نہ تھا۔ ایک نمازی آپ سے اکثر کہا کرتا "اگر آپ فرمائیں تو بستر لا دوں" حضرت چونکہ توکل علی اللہ کے عقیدہ پر سختی سے کاربند تھے۔ بلکہ آپ کا جزو ایمان تھا۔ اس لئے آپ شدید ضرورت کے باوجود فرماتے۔ "اللہ جس حال میں رکھے راضی ہوں" آپ کے شیخ کی تربیت کا یہ اثر تھا۔ کہ آپ مجسم سوال بننا شان کردگار کو چیلنج کرنے کے مترادف جانتے تھے۔ یہی نہیں حکایت حال بھی شکایت ذوالجلال ہے۔ ظاہر ہے کہ جو رزق حلال اور توکل علی اللہ پر جان و دل سے کاربند ہو۔ اس اس پر کیوں نہ ولایت ناز کرے فخر کرے۔ غرور کرے۔

خدام الدین خود پڑھو دوسروں کو پڑھاؤ

بقیہ صفحہ ۹: قرآن پاک کی آخری دو سورتیں

قسم کی آفات سے پناہ مانگنی چاہئے جو اوپر بیان ہوئیں۔

پس معلوم کرنا چاہئے کہ جس طرح اول قسم میں سبزہ خور جانوروں کی ضرر رسانی محض ان کی طبیعت کے تقاضوں میں سے تھی اس طرح شرّ کی اضافت مَاخَلَقَ کی طرف اطلاع دیتی ہے یہ پیدائشی ہے کسی سبب سے نہیں جیسا کہ سانپ بچھو درندے اور چوپائے وغیرہ۔

غَاسِقٍ سے مراد یا تو رات ہے جب خوب اندھیری ہو یا آفتاب ہے جب غروب ہو جائے یا چاند ہے جب اُس کو گہن لگ جائے ان میں سے کوئی معنی لو اتنی بات یقینی ہے کہ غاسق میں سے شرّ کا پیدا ہونا کسی چیز کے نیچے چھپ جانے پر مبنی ہے

نفّٰثٰتِ سے ساحرانہ اعمال مراد ہیں۔ جو لوگ سحر کا وجود تسلیم کرتے ہیں۔ وہ یہ مانتے ہیں۔ کہ جادو کے اثر سے مسحور کو ایسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے طبیعت کے اصلی آثار مغلوب ہو کر دب جائیں تو سحر کی یہ آفت اس آفت سے بہت ملتی جلتی ہے۔ جو پودے پر برف وغیرہ پڑنے سے واقع ہوتی تھی جس سے اُس کا نشوونما رُک جاتا تھا۔ لبید بن اعصم کے قصہ میں جو الفاظ آئے ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی چیز نے غلبہ پاکر طبیعت کے مقتضیات کو چھپا لیا تھا جو جبرئیل کے تعوذ سے باذن اللہ رفع ہو گئی۔

اب ان آفات سے پرہیز کرنا ضروری ہو گیا اب آخری درجہ باقی ہے کوئی باغ کے مالک کا دشمن ہو۔ اور وہ صرف عداوت اور حسد کی بناء پر پودے کو جڑ سے اُکھاڑ دے یا اُس کی شاخ و برگ کاٹ ڈالے۔ تو اس بات کو مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ سے بخوبی واضح کر دیا۔

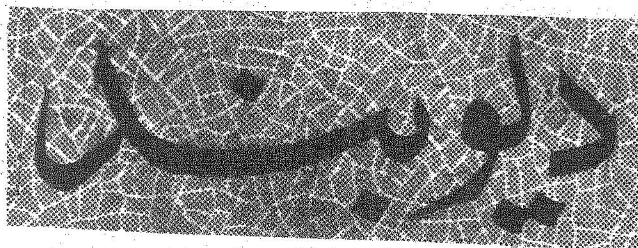
لوٹ۔ (بخوف طوالت دوسری سورہ کی تفسیر حذف کر دی گئی)

دونوں سورتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ دنیا بھر کی تکالیف میں سے جس تکلیف میں انسان مبتلا ہو تو سوائے کارساز حقیقی عزّ اسمہ و جل مجدہٗ کے دروازے کے اور کسی دروازے پر نہ جائے اور فقط اپنے رب العزت کے دروازہ کو کھٹکھٹائے۔

انسان طبعًا اپنی مظلومی میں مربی یا

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

ارشد رشیدی



اُڑائے کچھ ورقِ لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گُل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً سفرِ حج میں تھے اس سفر میں اُن کا جہاز یمن کی بندرگاہ پر ٹھیر گیا۔ حضرت مولاناؒ کو معلوم ہوا کہ یہاں جہاز چند روز قیام کرے گا قریب کی ایک بستی میں ایک معمّر عالم اور محدث رہتے تھے۔ حضرت مولاناؒ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گفتگو سے اُن کی شہرتِ علم کی تصدیق ہو گئی۔ اور حضرت مولاناؒ نے اُن سے سندِ حدیث کی درخواست کی۔ اُن عالم صاحب نے دریافت فرمایا کہ تم نے کس سے حدیث پڑھی ہے؟ حضرت مولاناؒ نے فرمایا کہ شاہ عبدالغنیؒ سے، وہ بزرگ شاہ صاحبؒ کو نہ جانتے تھے اس لئے دریافت کیا کہ شاہ عبدالغنیؒ نے کس سے پڑھی ہے؟ آپ نے فرمایا شاہ اسحٰقؒ سے۔ وہ شاہ اسحٰق سے بھی واقف نہ تھے۔ اس لئے پوچھا کہ شاہ اسحٰق نے کس سے پڑھی ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا شاہ عبدالعزیزؒ صاحب سے۔ وہ شاہ عبدالعزیزؒ سے واقف تھے۔ جب اُن کا نام سنا تو فرمایا کہ اب مَیں تم کو سند دے دوں گا اور یہ بھی فرمایا کہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (شاہ عبدالعزیزؒ کے والد) طوبیٰ کا درخت ہے۔ پس جس طرح جہاں جہاں طوبیٰ کی شاخیں ہیں وہاں جنّت ہے اور جہاں اس کی شاخیں نہیں ہیں وہاں جنّت نہیں (اسی طرح جہاں جہاں ولی اللّٰہی علم و معرفت کی روشنی پہنچی وہاں دین ہے شریعت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام ہے اور جہاں یہ روشنی نہیں پہنچی وہاں ظلمت ہے اندھیرا ہے، شرک و بدعت ہے اور دارالعلوم دیوبند ولی اللّٰہی روشنی کا مینار ہے) اس کے بعد انہوں نے حضرت مولانا نانوتویؒ کو سند دے دی۔

خاندان ولی اللّٰہی کے متعلق مندرجہ بالا تاثر تو ایک یمنی محدّث کا ہے۔ اب اپنے زمانہ کے مؤرّخ اور یگانۂ روزگار صحافی و ادیب مولانا غلام رسول مہر کے تأثرات دارالعلوم دیوبند اور اکابرِ دیوبند کے متعلق ملاحظہ فرمایئے :۔

یاد رہے مولانا مہر نہ تو فاضل دیوبند ہیں اور نہ معروف معنوں میں دیوبندی۔

"بزرگانِ دیوبند میں سے جن مقدّس ہستیوں کو اوّلین درجہ کا احترام و اعزاز حاصل ہے وہ حضرت حاجی امداد اللہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی اس سرزمین کے آسمان پر درخشاں ستاروں کی طرح روشن ہیں۔ جو تاریکی کے وقت صحراؤں میں، مسافروں کو اور سمندروں میں ملاحوں کو راستے بتاتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیوں میں علم و ہدایت کے مشعل بردار تھے۔ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنے پیچھے پاکیزہ عملی نمونے چھوڑ گئے۔ جو دلوں اور روحوں میں برابر دینِ حق کے ولولے پیدا کرتے رہیں گے۔ خصوصاً حضرت مولانا محمد قاسمؒ اور حضرت مولانا رشید احمدؒ کی تو ایک یادگار دارالعلوم دیوبند ایسی ہے جو ایک صدی سے اس وسیع سرزمین پر دینی علوم کے قیام و بقار کا ایک بہت بڑا سرچشمہ رہی ہے۔ اس کی آغوش میں سینکڑوں ایسی مقدّس ہستیوں نے تربیت پائی جن کے کارنامے دین و سیاست دونوں کے دائرہ میں قابلِ فخر ہیں"۔

جناب خلیق احمد صاحب نظامی اپنی مشہور زمانہ تصنیف تاریخ "مشائخ چشت" میں رقم طراز ہیں :۔

"حاجی امداد اللہ صاحب ۱۲۳۳ھ میں تھانہ بھون میں پیدا ہوئے تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت کے بعد حجاز چلے گئے۔ انہوں نے صابریہ سلسلہ کو عروج کی انتہائی منزل پر پہنچا دیا۔ اور ان کے فیوض ہندوستان تک ہی محدود نہ رہے دیگر ممالک اسلامیہ میں بھی اُن کے اثرات پہنچے۔ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ (المتوفی ۱۲۵۹ھ) کے خلیفہ تھے"۔

سر سیّد احمد خاں کی رائے سنئے فرماتے ہیں:

"حقیقت میں مسلمانوں پر افسوس ہے کہ ایسے مدرسہ میں جیسا کہ دیوبند کا عربی مدرسہ ہے اور جس میں مولوی محمد قاسم سا فرشتہ سیرت شخص نگران ہے اور مولوی محمد یعقوب صاحب سا شخص مدرس ہے کچھ مدد نہ کریں"۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

"مولوی محمد قاسم صاحب درحقیقت نہایت بزرگ و نہایت نیک مادرزاد ولی ہیں۔ تمام ضلع سہارنپور اور میرٹھ و مظفرنگر میں لوگ ان کو مصداق اس حدیث کا "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" سمجھتے ہیں"۔

حضرت مولانا سید انور شاہ محدّث رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق چند آراء ملاحظہ جائیں ـــــ مؤرّخ اسلام مولانا سیّد ... ندویؒ نے "معارف" میں شاہ صاحب کے سانحۂ ارتحال پر لکھا :۔

"مرحوم کی مثال اُس سمندر جیسی ہے جس کی اوپر کی سطح ساکن ہو لیکن گہرائی موتیوں سے لبریز ہو"۔

علامہ رشید رضا مدیر المنار جو مص... ایک معروف شخصیت اور علمی حلقوں ... ایک نادرۂ روزگار انسان سمجھے جات... جب دیوبند آئے ہیں اور علامہ شاہ ... کی عربی تقریر جو ارتجالاً دارالعلوم ... گئی تھی سُنی، تو بروایت مولانا منا... گیلانی اپنی کرسی سے علامہ رشید رضا اٹھتے اور فرماتے :۔

"واللہ ما رأیت مثل هذا الرجل قط۔ خدا کی قسم! میں نے ان جیسا شخص کبھی نہیں دیکھا

علامہ علی مصری جنبلی حافظِ حدیث تھے ہندوستان آئے اور دہلی میں مولانا عبدالوہابؒ کے ہاں پہنچے۔ اور بعض مسائل پر مناظرہ ہو گیا۔ مولانا عبدالوہاب نے غضب ناک ہو کر علامہ کو مسجد سے نکلوا دیا۔

کسی نے کہا دیوبند جاؤ حنفی ہیں۔ تو فرمانے لگے کہ جب اہلحدیث نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا تو حنفی کیا نہ کریں گے بالآخر دیوبند پہنچے۔ حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے درسِ بخاری میں شریک ہوئے۔ حضرت کشمیریؒ نے علامہ علی کی رعایت سے عربی میں درس دیا۔ علامہ علی سوالات کرتے رہے اور شاہ صاحب جوابات دیتے رہے درس کے ختم پر علامہ علی نے مجمع میں فرمایا۔

"میں نے عرب ممالک کا سفر کیا اور علماء و اکابر سے ملاقات کی ہے۔ خود مصر میں سالہا سال درس دے آیا ہوں۔ میں نے شام سے لے کر ہند تک اس شان کا کوئی محدّث اور عالم نہیں پایا۔ میں نے ان کو ساکت کرنے کی ہر طرح کوشش کی لیکن ان کے استحضار، تیقظ حفظ و اتقان، ذکاوت و ذہانت اور وسعتِ نظر سے میں حیران رہ گیا۔ اور آخر میں کہا۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ ابوحنیفہؒ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعوے میں کاذب نہ ہوں گا۔"

علامہ زاہد الکوثری ترکی کے زبردست عالم اور محقق شخص تھے۔ قاہرہ میں جلاوطنی کے ایام میں علامہ کشمیریؒ کی بعض کتابوں کا مطالعہ کیا تو فرمایا:۔

"احادیث سے دقیق مسائل کے استنباط میں شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر کے بعد ایسا محدّث و عالم امت میں نہیں گذرا۔ اور یہ کوئی کم زمانہ نہیں ہے۔"

علامہ اقبالؒ نے لاہور کے تعزیتی جلسہ میں روتے ہوئے فرمایا۔ جو شاہ صاحبؒ کی وفات پر منعقد ہوا تھا:۔

"اسلام کی ادھر کی پانچسو سالہ تاریخ شاہ صاحبؒ کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔"

شروع میں یمنی عالم کا جو قول شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے متعلق نقل کیا گیا تھا اُس کو پھر پڑھئے اور اس کے بعد دارالعلوم دیوبند اور اکابرِ دارالعلوم کے متعلق مندرجہ بالا آراء ملاحظہ فرمائیے۔ معلوم ہوگا کہ جو بات یمنی عالم نے شاہ ولی اللہؒ کو کہی تھی۔ وہی بات اور مثل دارالعلوم دیوبند پر صادق آتی ہے گویا خاندان ولی اللہی کی جگہ دارالعلوم نے لے لی۔

آج بلاشبہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس علم کو جو دارالعلوم کی وجہ سے پاک و ہند میں پھیلا اس کو منفی کر دیا جائے تو ½ باقی رہ جائے اور وہ بھی حضرات علمائے ہند کی خوشہ چینی ہوگا۔

لاہور میں ایک جلسہ تھا جس کی صدارت سر شفیع مرحوم کر رہے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کی ذبیحہ گاؤ پر تقریر تھی۔ علم کا ایک سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ فصاحت و بلاغت کا بحرِ ذخار تھا جس کا کہیں کنارہ نہ تھا۔ تقریر ختم ہوئی تو صدر جلسہ نے روتے ہوئے کہا:۔

"کاش! میری والدہ مجھے بھی پڑھنے کے لئے وہاں بھیجتی جہاں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے تعلیم پائی ہے۔"

مولانا ظفر علی خانؒ نے غلط نہیں کہا تھا۔

"شاد باش و شاد زی اے سرزمینِ دیوبند
ہند میں تو نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند"

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی وفات پر سفیرِ حکومتِ سعودیہ سید عبدالحمید خطیب نے کہا:۔

"مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی موت نے مجھے رنج و غم کے سمندر میں غرق کر دیا ہے۔ مرحوم فی الحقیقت اُس مشرقی علم کے ترجمان تھے جو اسلامی دنیا کے لئے فخر و مباہات ہیں۔ آپ اسلامی علوم اور عقاید کے پیکر تھے۔ علم و فضل کے علاوہ غیرتِ اسلامی، جہاد اور اسلامی روایات کو زندہ رکھنے کا جو جذبہ اُن کے دل میں موجود تھا اُس کی وجہ سے اُن کی عظمت بلند درجہ تک پہنچ چکی تھی اور ان صفات کی وجہ سے آپ عہدِ حاضر میں قطعی طور پر بے نظیر تھے۔"

شہید ملت لیاقت علی خاں مرحوم نے کہا:۔

"موت کے بے رحم ہاتھوں نے ہم سے ایک متبحّر عالم، ایک متقی انسان اور ایک سچے مسلمان کو چھین لیا اور ہمیں اسلامی معاشرے کی تنظیم و تشکیل میں اُن کے گرانقدر مشوروں سے محروم کر دیا۔ اس وقت درماندہ انسانیت کو رہنمائی اور قیادت کے لئے اُن کی سخت ضرورت تھی، مولانا مرحوم کی شخصیت علم اور وسیع النظری کا مجموعہ تھی"

ابو سعید بزمی ایم اے ایڈیٹر احسان نے لکھا:۔

"علمائے کرام کی صف میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اپنی علمی فضیلت اور کردار کی بلندی دونوں اعتبار سے اتنا بلند مقام رکھتے تھے کہ پاکستان تو درکنار دنیائے اسلام میں بھی آپ کے پایہ کی ہستی کوئی نہ تھی"۔

مندرجہ بالا سب آراء اور تاثرات اُن لوگوں اور شخصیات کے ہیں جن کو دیوبند سے کوئی تعلق نہ تھا اور اس پائے کے تھے کہ جن کو دنیا خراج عقیدت ادا کرتی ہے۔

علمائے دیوبند ایک سلسلۃ الذہب (سونے کی کڑی) ہیں۔ ہر دور میں احاد ہی نہیں علماء کی ایک جماعت رہتی آئی ہے جو اپنے علم اور تقدّس میں بے نظیر رہی ہے۔ موجودہ دور میں کیا حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب صدر مدرس دارالعلوم۔ حضرت مولانا سیّد فخرالدین احمد صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم وغیرہ اور پاکستان میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب وغیرہ کی کوئی نظیر ہے۔ ع

"ایں سعادت بزور بازو نیست"

بقیہ صد ۱۲: قرآن پاک کی آخری دو سورتیں

بادشاہ اور معبود حقیقی کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو ایک توحید پرست مُربی بادشاہ اور معبود حقیقی فقط خداوند قدوس وحدہٗ لا شریک لہ کو سمجھتا ہے۔ لہٰذا اس کی دوڑ سوائے رب السمٰوٰت والارض کے دروازہ کے اور کہیں نہیں ہوگی اور وہی اس پرانے بدترین دشمن شیطان لعین سے بچائے گا۔

اشارات وکنایات

کیفؔ مرادآبادی

یہ بھی سوچا تُو نے اے بیگانۂ سود و زیاں
آج کی غفلت سے کل کیا ہو گی تیری داستاں

تیرے ماضی سے ہے کتنا مختلف تیرا یہ حال
آج تُو گویا زمیں ہے اور کل تھا آسماں

آج تجھ سے اپنی بھی ہستی کا غم اُٹھتا نہیں
کل تیرے دل نے اٹھایا تھا غمِ کون و مکاں

یا تیری ہر اک نظر خود تجھ سے بھی بیگانہ ہے
یا تیری ہر اک نظر میں تھا نظامِ دو جہاں

اس کو کیا کیجئے کہ تُو نے اپنے ہی اعمال سے
دامنِ تقدیس و عظمت کی اُڑا دیں دھجّیاں

تیرا جو اخلاق کل تھا رازِ تسخیر و وقار
آج وہ اخلاق ہے "تر دامنی کی داستاں"

تیری جو تہذیب کل تھی مظہرِ حُسنِ عمل
آج وہ تہذیب ہے "آوارۂ کوئے بتاں"

کاش تُو اتنا سمجھ لیتا کہ نظمِ زیست میں
بے عمل اُمیدِ بہبودی ہے سعیِ رائگاں

تُو یہ سمجھا تھا خدا سب غفلتوں کے باوجود
تجھ کو دیتا ہی رہے گا سیم و زر کی تھیلیاں

دین و مذہب تجھ سے پیہم لغزشیں ہوتے ہوئے
حشر تک تجھ کو رکھیں گے شادمان و کامراں

تجھ کو آخر اپنی نادانی کا حاصل مل گیا
اے ہجومِ فکر منداں، اے گروہِ بے کساں!

تُو جو غیر اللہ کے دَر پر نہ ہوتا سجدہ ریز
تیرے دَر پر حاضری دیتے سلاطینِ جہاں

تُو وفادارِ وطن رہ تجھ کو اس کی فکر کیا
ہے اگر کوئی وفاداری سے تیری بدگماں

یہ حقیقت بھی کبھی ہو کر رہے گی آشکار
درحقیقت کون ہے اپنے وطن کا پاسباں

کیا زمانہ آگیا کل کارواں میں ذکر تھا
دیکھنا پیچھے نہ رہ جائے امیرِ کارواں

محمد اکرام قادری الاشعری چشتیاں

تورات میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض علامات

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کتب سماویہ کو ان کے حاملین نے کافی حد تک اپنی خواہشات کے مطابق بدل دیا ہے۔ اور اس امر کی شہادت یہ کتابیں خود دے رہی ہیں۔ ان کتابوں میں جہاں اور بہت سی باتوں میں ردّ و بدل کر دیا گیا ہے وہاں ان بشارات، پیشگوئیوں کو بھی محو کر دیا گیا۔ جن کا تعلق آخری نبیؐ کی ذات گرامی سے تھا۔ مگر اس کے باوجود تورات، انجیل اور دیگر صحائف میں بعض ایسی بشارات، پیش گوئیاں اور علامات موجود ہیں جو یہود و نصاریٰ کی دستبرد سے محفوظ رہ گئیں۔

اہل اسلام اسے بھی حضور خاتم الانبیاء علیہ السلام کا زندہ معجزہ تصوّر کرتے ہیں۔ ذیل میں ان صحابۂ کرام کے بیانات نقل کئے جاتے ہیں جنہوں نے کچھ وقت ادیان سابقہ میں گزارا اور تورات، انجیل کا بنفس نفیس مطالعہ کیا اور آخری نبیؐ کی علامات پڑھیں اور جب آخری نبیؐ نے دعوئے نبوت فرمایا تو آپ میں وہ تمام علامات موجود پاکر جن کی نشان دہی کتب سابقہ نے کی تھی ایمان لے آئے۔

۱- عطا بن یسار فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بن عاص سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ خدا کی قسم تورات میں بھی اُن کی علامات قرآن کریم کے قریب قریب ہی مذکور ہیں۔ چنانچہ تورات میں ہے۔ اے نبی! ہم نے آپ کو امت پر گواہ، خوشخبری سنانے والا، خدا کے عذاب سے ڈرانے والا اور اَن پڑھ عربوں کے لئے حفاظت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ہمارے بندہ اور رسول ہیں۔ آپ کا نام ہم نے متوکّل رکھا ہے۔ آپ زبان دراز نہیں، سخت دل [illegible]

برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگذر اور عفو فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپؐ کو اس وقت تک نہیں بلائے گا۔ کہ جب تک آپ کے ذریعہ سے اس ملّت کو جو ٹیڑھی ہو گئی ہے سیدھا نہ کر دے۔ اس طرح پر کہ وہ اقرار کر لیں کہ خدا کوئی نہیں مگر ایک اللہ۔ اور بند آنکھوں سے پردے نہ اٹھا دے اور بہرے کانوں کو سننے والا نہ بنا دے اور نافہم دلوں میں فہم نہ ڈال دے (اس حدیث کو بخاری اور دارمی نے روایت کیا ہے مگر دارمی نے عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے جو اسلام سے قبل یہودیوں کے بہت بڑے سردار تھے۔

۲- حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار پڑ گیا۔ آپؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ دیکھا تو اس کا باپ سرہانے بیٹھا ہوا تورات پڑھ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے یہودی! تجھے اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی کیا میری نعت و صفت اور میری آمد کہیں تجھے تورات میں ملتی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ لڑکا بولا خدا کی قسم، یا رسولؐ اللہ! کیوں نہیں ہمیں آپ کی نعت و صفت اور آپ کی آمد ذکر سب چیزیں تورات میں ملتی ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کوئی نہیں مگر ایک اللہ، اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس یہودی کو اس کے سرہانے سے اٹھا دو اور اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین کے تم خود متکفل ہو جاؤ۔

(رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ)

۳- حضرت علیؓ [illegible]

ایک یہودی کے متعلق یہ مشہور تھا کہ وہ بڑا عالم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے کچھ دینار قرض تھے۔ اس نے آپؐ پر تقاضا کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے یہودی! تیرے دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔ وہ بولا اے محمدؐ! تو میں آپ سے اس وقت جدا نہیں ہونگا جب تک آپ میرا قرض ادا نہ کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اچھا تو میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؐ اس کے پاس بیٹھ گئے اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نمازیں وہیں ادا کیں۔ آپؐ کے صحابہ اسے دھمکیاں دیتے اور ڈراتے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے اس فعل کو پسند نہ فرمایا۔ تو صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! یہودی آپؐ کو یونہی روکے رکھے؟ آپؐ نے فرمایا۔ میرے پروردگار نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں معاہد یا کسی شخص کا حق دباؤں۔ جب دن چڑھ گیا تو یہودی نے کہا۔ میں اس بات گواہی دیتا ہوں کہ خدا کوئی نہیں مگر ایک اللہ اور آپؐ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ لیجئے میرا نصف مال اللہ کے راستہ میں ہے۔ خدا کی قسم جو حرکت بھی میں نے کی وُہ اس لئے کی کہ جو صفت آپؐ کی تورات میں موجود تھی۔ میں اسے آزماؤں۔ وہ محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ ان کی پیدائش کی جگہ مکہ مکرمہ اور ہجرت کی مدینہ منوّرہ ہے اور ان کا ملک شام تک ہے۔ وہ سخت زبان نہیں، سخت دل نہیں۔ بازاروں میں شور مچانے والے نہیں۔ فحش اور بے ہودہ گوئی سے متصف نہیں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے۔ اور آپؐ اس کے رسول ہیں۔ لیجئے میرا مال حاضر ہے۔ اب آپ اللہ کی مرضی کے مطابق جو چاہیں حکم فرماویں

(بیہقی شریف)

۴- عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں۔ کہ تورات میں آپؐ کی صفت لکھی ہوئی ہے کہ عیسیٰؑ آپؐ کے ساتھ کئے جائیں گے۔

(ترمذی)

ان احادیث میں جو علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تورات کے حوالہ سے نقل ہوئیں۔ فی الواقع [illegible]

ہے کہ بعض یہودی یا عیسائی عالم جن کے مقدر میں اسلام کی دولت تھی وہ آپؐ پر آپؐ کے زمانہ میں ہی اسلام لے آئے اور جنہوں نے خواہشاتِ نفسانیہ اور اغراض دنیویہ کو پیش نظر رکھا وہ آخر تک ان کو چھپانے کی کوشش کرتے رہے جو کہ ان کی نعمتِ عظمیٰ سے محرومی کا سبب بنا۔

خلاصہ

جس نبی کی آمد کا انتظار انبیاء سابقین کے ادوار میں ہوتا رہا جس نبی کی آمد کے چرچے نسل انسانیت کی پیدائش سے بھی پہلے ہوتے رہے اور جس کی آمد کی خوشخبری تورات، انجیل نے سنائی بلکہ جس نبی کے لئے ساری کائنات کی تخلیق ہوئی۔ وہ نبی آخرالزماں محمد الرسول اللہؐ ہیں۔ آپؐ کا مولد مکہ اور مدفن مدینہ ہے۔ ان کا لایا ہوا دین اسلام آج بھی زندہ ہے۔ اور زندۂ جاوید رہیگا اس کی موجودگی میں کسی اور دین کو اختیار کرنا روا نہیں اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں قبول ہوگا۔ اللّٰھم ثبّت اقدامنا علیٰ دین الاسلام۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے

قاری عبدالمجید بھاکری خطیب ایل۔ او۔ ایس لاہور

شب برات

عقائد کی طہارت

اخلاق کی نفاست

اور

رحمت و مغفرت کی رات

اسلامی تعلیمات کا منتہا اور معراج یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی اور موت معبود حقیقی اور مالکِ ازلی کی رضا پر قربان کر دے اور اس کے عقائد، عبادات، معاملات اخلاق اور معاشرت میں ایک ذرہ اور لمحہ بھی ایسا نہ ہو جو اس رحیم و کریم کی رضا سے متزاحم اور متصادم ہو۔ خالق کائنات نے مخلوق کے ساتھ انتہائی مشفقانہ سلوک رکھا ہوا ہے۔

بروائت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شعبان کی پندرھویں رات (شب برات) کو نوافل پڑھو اور دن کو روزہ رکھو۔ اس رات اللہ رب العزت آسمانِ اوّل پر خاص توجہ فرماتے ہیں اور قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ انسانوں کو بخش دیتے ہیں۔

دوسری حدیث میں ہے کہ انسانی حاجات کا نام لے کر پکارتے ہیں کہ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اُس کا دامن گوہر مقصود سے بھر دوں۔ لیکن چند اخلاقی اور اعتقادی گناہ ایسے بھی ہیں جن کا ارتکاب کرنے والے اس رحمت بھری رات میں بھی بخشش اور مغفرت سے محروم رہتے ہیں۔ جیسے شرک، کینہ وری زنا، شراب خوری، قطع رحمی اور والدین کی نافرمانی۔ ان جرائم و رذائل سے بچنے کے لئے قرآن حکیم نے فرمایا۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور شرک مت کرو۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ زنا کے قریب مت جاؤ۔ یہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔ شراب اور جوا شیطان کے ناپاک کاموں میں سے ہیں ان سے بچو تاکہ نجات پا سکو۔ قطع رحمی اور کینہ پروری منافقین کے کام ہیں ان سے دور رہو۔

شب برات انسانیت کے لئے پیغام رحمت لے کر آتی ہے اور گنہگاروں کے ساتھ گناہوں کی معافی کا مژدہ لاکر آئندہ کے لئے عمل پر آمادگی کی راہیں روشن کرتی ہے۔

ملّت اسلامیہ کا ایک طبقہ اس رات آتش بازی کی صورت میں جس اسراف اور فضول خرچی سے دولت اڑا کر کئی انسانوں کو لاشوں اور کئی چیزوں کو راکھ میں تبدیل کر دیتا ہے انتہائی افسوسناک ہے۔

خالق کائنات کی طرف سے تو اہلِ زمین پر فضل و کرم اور رحمت و رافت کی بارش ہو رہی ہوتی ہے اور زمین والے اسے قبول کرنے اور سربسجود ہونے کے بجائے بارود کی بنی ہوئی آگ کی چنگاریاں اڑاتی ہوئی ہوائیاں آسمان کی طرف اُڑا رہے ہوتے ہیں۔

ببیں تفاوتِ راہ از کجا تا بہ کجا

اور ان حالات پر علامہ اقبال کا یہ شعر کس قدر صادق آتا ہے ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے کوئی رہرو منزل ہی نہیں

بقیہ ص ۱۹ : نیک صحبت کا اثر

سے وہ محبت کرتا ہے) بُری صحبت انسان کو بہت جلد بُرا بنا دیتی ہے اور اچھی صحبت انسان کو اچھا بنا دیتی ہے ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اس کی مثال یوں سمجھی جا سکتی ہے کہ اس دنیا و مافیہا میں سورج سب سے عظیم سیّارہ ہے لیکن برسات سے قبل و مابعد جب ابر کا ایک قلیل سا ٹکڑا سامنے آجاتا ہے تو نور کا یہ عظیم گولہ روشنی دینے سے عاجز ہو جاتا ہے۔ اس کی روشنی مدھم ہوتے ہوتے زمین تک پہنچنا بند ہو جاتی ہے بالآخر بادل کا ٹکڑا آفتاب پر غالب آجاتا ہے۔ اس لحاظ سے حتیٰ الامکان انسان کو بُرے کی صحبت سے گریز کرنا چاہئیے ؎

کم نشیں با بداں کہ صحبت بد
گرچہ پاکی ترا پلید کند
چشمۂ آفتاب تاباں را
ذرۂ ابر ناپدید کند

صالحین کی صحبت اختیار کرنے سے اس دنیا کا ذلیل ترین شخص بھی نیک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا ضمیر خود بخود ملامت کرنے لگتا ہے اور برائیوں سے نفرت کرنے لگتا ہے اور وہ بہت جلد راہ راست پر آجاتا ہے۔ تاریخ عالم میں اس قسم کے واقعات کی کمی نہیں کہ جن لوگوں کو اتفاقاً کسی ولی اللہ کی رفاقت نصیب ہوئی۔ ان کی ایک نظر پڑ جانے سے زندگی میں زمین و آسمان کا انقلاب پیدا ہو گیا اور چند لمحات کی رفاقت سے ان کا مستقبل تاباں و درخشاں ہو گیا۔ جن کی مثال اس دنیا میں رہنے والوں کے لئے باعثِ عبرت ہو گئی۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے ؎

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اصحابِ کہف کے کتّے کی مثال دنیا کی صادق ترین و آخری کتاب کلام مجید میں موجود ہے۔ بس زیادہ کیا کہا جائے نیکوں کی صحبت جتنی جلدی اثر انداز ہوتی ہے

وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہے ؎
جہاں تک ہو گذار و زندگی عالی مکانوں میں
بنا دیتا ہے کامل بیٹھنا صاحب کمالوں میں

جامعہ قاسمیہ میں
دار المبلّغین کا قیام

حسبِ دستورِ سابق امسال پھر دار المبلّغین کا قیام زیرِ اہتمام جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد کالونی لائلپور عمل میں لایا گیا ہے۔ جس میں محدّثِ اعظم مولانا علامہ محمد شریف صاحب کشمیری، فقیہہ زماں حضرت مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر گکھڑوی، امام اہلسنت مولانا سیّد احمد شاہ صاحب چوکیروی، مناظر اہلسنت حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی، فاتح عیسائیت مولانا بشیر احمد صاحب حسینی، خطیب اہلسنت حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب یکم رمضان سے جمعۃ الوداع تک قرآن و حدیث کے دلائل و براہین کی روشنی میں مذہب اہلسنت کے دلائل پڑھائیں گے۔ لہٰذا فارغ التحصیل علماء و منتہی طلبا تشریف لا کر مذہب اہلسنت کے دلائل سیکھیں اور فن تبلیغ میں مہارت تامہ پیدا کریں۔

نوٹ:۔ قیام و طعام بذمہ جامعہ ہوگا۔ داخلہ کے لئے درخواستیں ۲۰ شعبان تک پہنچ جانی چاہئیں موسم کے مطابق بستر ہمراہ لاویں۔

الداعی الی الخیر
ابو عمار ناظم اعلیٰ ادارہ جامعہ قاسمیہ غلام محمد آباد کالونی لائلپور

مفت　　"تحفۂ رمضان"　　مفت

سندھ کی مشہور علمی اور دینی درسگاہ مدرسہ اشرفیہ سکھر کی طرف سے اکثر تبلیغی رسائل شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اور ملک بھر میں مفت تقسیم ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی رمضان شریف کے مسائل پر ایک کتابچہ "تحفۂ رمضان" شائع ہو رہا ہے جو انشاء اللہ احباب کی خدمت میں بغیر کسی قیمت کے پیش کیا جائے گا۔ خواہشمند حضرات صرف ایک کارڈ تحریر فرما کر طلب فرما سکتے ہیں۔

محمد احمد تھانوی مہتمم
مدرسہ اشرفیہ سکھر

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر مت بھولئے نیز پتہ خوشخط لکھا کریں۔

دُعا

بہ بارگاہ رب العلا جل جلالہٗ و عز اسمہٗ

بیگم سالاری پانی پتی

اے ابرِ کرم! موجِ سخا، خالقِ جن و بشر، ربِ سنگ و شجر، مالکِ ہر دو جہاں اور حکیمِ بے عدیل! تو ہر جا بلاکیف موجود ہے ؎

لعل و گوہر ہیں سنگ میں
قوسِ قزح کے رنگ میں
بحر ہیں، موجِ گنگ میں
دل کی ہر اک ترنگ میں
سب میں چھپا ہوا ہے تو

اے مالکِ ارض و سما! عالمِ نہاں و عیاں، تیرے خزانے بے حساب اور تیری نعمتیں سرمدی ہیں، تیرا دسترخوان ہر دشمن و دوست کے لئے کھلا ہے۔ پھر میں کیوں حیران و سرگرداں ہوں ؎

مرکزِ التجا ہے تو
خلق کا مدعا ہے تو
مونسِ بے نوا ہے تو
حلم کی انتہا ہے تو
میرے خدا! خدا ہے تو

تجھ سے کیا کیا مانگئے اور کب تک مانگئے۔ بس اب یہی دعا ہے کہ وہ دل دے کہ جس میں فقط تیری آرزو ہو اور وہ نورِ باطن عطا فرما جس کے بیان سے تحریر اور تقریر عاجز ہوں ؎

وہ مانگتا ہوں جس کے بیاں سے زباں ہے لال
یعنی کہ چاہتا ہوں تجھی کو تجھی سے اب

اپنی تسلیم و رضا کو ہمارا شیوہ بنا۔ دوئی کی دید ہماری لوحِ خاطر سے مٹا اور اپنی محبت میں ہر گھڑی سرشار رکھ۔ اور اس طرح کہ ؎

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں
کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پہ سب گھر بار لٹا دوں
خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں میں آگ لگا دوں
غم سے ترے دل شاد رہے
اپنی نظر سے سب کو گرا دوں
تجھ سے فقط فریاد رہے

لا الٰہ الاّ اللہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پاکیزہ زندگی کی ایک جھلک

نام نامی مع ولدیت گرامی

آپؐ کا پیارا پیارا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپؐ آمنہ کے لال اور عبداللہ کے نورِ نظر تھے۔

تاریخ۔ مقام ولادت

۲۰ اپریل ۵۷۱ء بروز سوموار مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

یتیمی

آنکھ کھولی تو باپ کا سایہ نہ تھا چھ سال کے ہوئے تو ماں کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

ایمانداری اور لقب

یہ دُرِ یتیم ایماندار اور دیانتدار تھا۔ لوگ اس کو امین کہتے تھے۔

مُعجزہ

امّی تھے مگر بڑے بڑے پیچیدہ مسئلے خدا کے حکم سے اشاروں میں حل کر دیا کرتے تھے۔

مخالفت اور ایذائیں

لا الٰہ کہا تو اہل مکہ ۳۶۰ بتوں کے پجاری بگڑے۔ طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔

وطن سے رخصت

آپؐ تنگ آکر مکہ سے مدینہ چلے آئے

اجراء سن ہجری

اُس روز سے سنہ ہجری جاری ہوا۔

باطل کے حملے اور مدافعانہ جنگیں

بننے دیا چنانچہ لڑائیاں ہوئیں۔

حق کی فتح اور تکمیل مشن

آخر نور ظلمت پر چھا گیا اور اسلام کا پرچم ہر سُو لہرا گیا۔

تکمیل نبوت اور واپسی جائے مرقد

اسلام ہر جگہ پھیل گیا۔ اذا جاء کا نزول ہوا اور آپ ۶۳ سال کی عمر میں تکمیل نبوت کر کے اللہ کو پیارے ہوئے اور آپؐ کا جسم اطہر مدینہ منورہ میں رکھ دیا گیا۔

ختمِ رسالت

آپؐ آخری نبی تھے۔ اور آپؐ کے بعد رسالت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

کلام اللہ

آپؐ نے ہمارے لئے کلام اللہ چھوڑا ہے۔ جو سراپا ہدایت ہے۔

دُعا

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن عزیز پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نیک صحبت کا اثر

محمد اقبال قریشی، بہاولنگر

یہ بات اکثر مشاہدہ میں آتی ہے۔ کہ صحبت کا اثر جس سرعت سے انسان پر اثر انداز ہوتا ہے شاید ہی دنیا کی کوئی چیز اس کا مقابلہ کر سکے۔ انگریزی کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں سے پہچانا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کی صحبت کو دیکھ کر اس کے نیک و بد ہونے کا اندازہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کے ہمجولی بدکار و اوباش ہیں تو وہ بھی اس قسم کا ضمیرفروش انسان ہوگا اور اگر اس کے ہمجنس و احباب نیک سیرت ہوں گے تو وہ بھی انشاء اللہ انہی میں سے ہوگا۔ جس طرح فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (انسان قیامت کے روز اُس کے ساتھ ہوگا جن

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور بحکم بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

کیا ہم مسلمان ہیں ؟

ہم سب جانتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جو اسلام کے ارکان اور اسلام کے اصولوں کا پابند ہو۔ اب ہمیں محاسبہ کرنا چاہیئے کہ ہم نے کلمۂ طیبہ تو پڑھ لیا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان بھی لے آئے۔ مگر کیا ہم نماز بھی پڑھتے ہیں ؟ کیا ہم رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں ؟ اور کیا ہم حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں ؟ اور کیا ہم اسلام کے اصولوں کے پابند ہیں ؟

اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو ہم کس منہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ! جہاں تک ہماری عملی زندگی کا دارومدار ہے ہم شرعی احکام سے کوسوں دُور ہیں۔ ہماری وضع قطع، بود و باش، لباس و طعام، چال ڈھال وغیرہ سب مغربی تہذیب کی نقل اور یکسر سنتِ نبویؐ کے خلاف ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہ ملے گا جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعوےٰ نہ رکھتا ہو مگر یہ صرف زبانی دعوےٰ ہے۔ محبت کا ثبوت تو عملی طور پر دینا ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور ارشادات کی پیروی کریں۔

مسلمانوں کو تنبیہ کردی گئی ہے کہ کافروں پر اعتماد نہ کرو اور نہ انہیں اپنا دوست بناؤ۔ اگر تم نے کفّار کی دیکھا دیکھی بے ہودہ رسموں کو اختیار کر لیا۔ قرآن کی تعلیم اور پیغمبرؐ کی اطاعت سے منہ موڑ لیا اور کافرانہ روش اختیار کر لی تو تم مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ اور یہ بھی یاد رکھو اگر تم اُن کی صحبت اختیار کروگے اور اُن سے سازباز رکھوگے تو تمہیں بھی اُن میں شمار کیا جائے گا۔